اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسٰی اَن یبعثک ربک مقامًا محمودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ء

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۱۴۶ | مورخہ ۹ جون سنہ ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۳ صفر سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۶ جون کو تبدیلی آب و ہوا کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ سیدہ ام طاہر حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی حضور کے ہمراہ ہیں۔ حضور کے حرم ثالث پہلے سے وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضور کی ڈاک کا پتہ "معرفت پوسٹماسٹر ڈلہوزی" ہوگا۔ مقامی جماعت کا امیر مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔

پونڈری ضلع کرنال میں ہندو مسلم فساد کی خبر موصول ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈلہوزی سے بذریعہ تار جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ کو حالات کی تحقیق کیلئے وہاں پہونچنے کی ہدایت فرمائی جس کی تعمیل میں جناب شاہ صاحب موصوف وہاں روانہ ہوگئے۔

۹ جون بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں منشی کرم علی صاحب کاتب اور مولوی فخر الدین صاحب ملتانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی پر تقریر کی۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی جدوجہد کا نتیجہ

شیخ محمد عبداللہ صاحب اور کشمیر کے دیگر سیاسی قیدیوں کی رہائی

سیکرٹری صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے حسب ذیل پریس ٹیلیگرام شائع کیا ہے:-

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی کوششیں خدا کے فضل سے بار آور ہوئیں۔ اور ریاست کشمیر نے آخر کار شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ اور دوسرے مسلم راہنماؤں کی رہائی کے احکام جاری کر دیئے۔ کشمیر کے مختلف حصص سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر محترم کو تار موصول ہوئے ہیں۔ جن میں اس کامیابی پر انہیں اور ان کے رفقاء کار کو مبارکباد دی گئی ہے۔

مسلمان سیاسی قیدیوں کی رہائی

پر

مسلمانان کشمیر میں خوشی

سری نگر ۶ جون۔ محمد یوسف صاحب حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم۔ ایس۔ سی اور جموں و کشمیر کے مسلم لیڈر جو آرڈیننس کے تحت نظر بند کئے گئے تھے ۳۵ رفقائے کار کے ساتھ جو اس آرڈیننس کے ماتحت جیل میں تھے رہا کر دیئے گئے۔ اس خبر کے پبلک میں آنے سے جیل کے ارد گرد مسلمان جیل کے ارد گرد کھلی جگہ میں اور جیل کو جانیوالے تمام راستوں پر جمع ہو گئے انبوہ عظیم کو دیکھ کر حکام نے ضروری سمجھا کہ رہائی بوقت رات گئے عمل میں لائی جائے۔ لیکن با ایں ہمہ ہجوم نے رات بھر گھروں سے باہر رہنے کو اس امر پر ترجیح دی۔ کہ شیخ صاحب موصوف کے استقبال سے محروم رہ جائیں۔ تمام صوبہ میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔

تبلیغی رپورٹ

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

جاوا

مولوی رحمت علی صاحب کا جو خط ٹباوی سے پہونچا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے بوگر میں مسئلہ تقدیر پر لگاتار لیکچر دیئے۔ سامعین کو سوال وجواب کا موقعہ بھی دیا جاتا رہا۔ ٹباوی میں بھی لیکچروں کا سلسلہ جاری ہے۔ پولیٹکل طبقہ کے لوگوں میں سلسلہ احمدیہ کی چند انگریزی کتب تقسیم کی گئیں۔

تکیفون سماٹرا

مولوی محمد صادق صاحب کے ۳۱-مارچ کے خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملاقاتیں کر کے تبلیغ کی جا رہی ہے۔ احمدیوں کا بائیکاٹ سختی سے ہو رہا ہے۔ درس قرآن مجید وحدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جاری ہے۔ شہر کے تین علماء کو بذریعہ عربی خطوط سلسلہ احمدیہ کا پیغام پہونچایا گیا۔

حیفا۔ فلسطین

مولوی اللہ دتا صاحب کے خطوط بتاتے ہیں۔ کہ احباب جماعت حیفا فرداً فرداً تبلیغ سلسلہ میں مشغول ہیں۔ حتیٰ کہ موضع کبابیر کے الحاج عبد القادر صاحب بھی جن کی عمر سو سال سے متجاوز ہے۔ ہر مہمان اور راہ گذر کو احمدیت کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔

ان ایام میں حیفا کا ایک شخص فتحی احمد شیلان داخل سلسلہ ہوا قصبہ نعلین کے دو تعلیم یافتہ اصحاب کو تبلیغ احمدیت کی گئی۔ انہوں نے صداقت احمدیت کا اقرار کر لیا۔ مگر لوگوں کے خوف کی وجہ سے تا حال بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔

کبابیر میں تا حال دو گھرانے غیر احمدی ہیں۔ اُن کو خصوصیت سے تبلیغ کی جا رہی ہے۔ انہوں نے احباب جماعت احمدیہ اور مولوی اللہ دتا صاحب کو اخلاص سے دعوت دی۔

۳-اور ۴-اپریل کی درمیانی رات [illegible] حیفا میں آئے۔ اور چند شامی دوستوں کو بھی ساتھ لائے۔ تا ان کو تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی جائے۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے ۸ بجے رات سے ۱۱ بجے تک اُنہیں تبلیغ کی۔ السید علی آفندی دمشقی دوست نوجوان تعلیم یافتہ تاجر ہیں۔ اور احمدیت کی تبلیغ اخلاص سے کرتے رہتے ہیں۔

احباب جماعت کے دو اجتماع ہوئے۔ ایک کبابیر میں دوسرا حیفا میں۔

انگلستان

مولوی محمد یار صاحب مبلغ اسلام کے خطوط سے ظاہر ہے۔ کہ جمعہ کے دن علاوہ احمدی دوستوں کے ایک غیر مسلم صاحب بھی آئے۔ جو کچھ عرصہ مصر وغیرہ میں بھی رہے ہیں۔ مولوی فرزند علی خان صاحب نے خطبہ میں اسلام کی صداقت پر روشنی ڈالی۔ نیز چوہدری محمد یار صاحب فاضل نے غیر مسلم صاحب کے سوال کرنے پر اسلام کے مختلف فرقوں میں فرق بیان کیا۔ اور احمدیت کی خصوصیات بتائیں۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ملاکی نبی کی پیشگوئی کا حوالہ دیتے ہوئے بیان کی۔ کہ جس طرح وہاں ایلیاس کے آنے سے مراد حضرت یحییٰ تھے۔ اسی طرح مسیح کی آمد ثانی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوئی۔ غیر مسلم صاحب نے آئندہ اتوار کو آنے کا وعدہ کیا۔

۲-اپریل مولوی محمد یار صاحب فاضل نے ہائیڈ پارک میں خدا کی ہستی اور توحید پر لیکچر دیا۔ لیکچر کے بعد بعض یہودی۔ عیسائی۔ اور دہریہ سوالات کرتے رہے۔ جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔

۹-اپریل لنڈن میں ایک پبلک جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولوی صاحب نے پون گھنٹہ تقریر کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے چند واقعات بیان کئے۔ نیز اسلام کی یہ خصوصیت بیان کی۔ کہ وہ تمام بزرگوں اور رسولوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے۔ اور اس طرح دُنیا میں صلح وآشتی کی بنیاد ڈالتا ہے۔

مولوی فرزند علی خاں صاحب نے ایک خاندان کے تین افراد سے ملاقات کر کے تبلیغ اسلام کی۔

امریکہ

مولوی مطیع الرحمان صاحب ایم۔ اے بنگالی نے Grand Rapid کا تبلیغی دورہ کیا اس شہر میں عرب لوگ کافی تعداد میں رہتے ہیں۔ ان کو تبلیغ کی گئی۔ دو دفعہ گوروں کے جلسہ میں لیکچر دیئے۔ علاوہ اس کے پرائیویٹ ملاقاتوں کے ذریعہ بہت سے انگریزوں کو تبلیغ کی گئی۔

احمدیہ مشن کانو صوبہ نائیجیریا ملک افریقہ

اے۔ آر۔ شمس الدین صاحب مبلغ اسلام نے جو خط ۱۷-مارچ کو لکھا۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ کانو میں تحریک تبلیغ کو منظم کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں ۹-احباب داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ہیں۔ ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

مسلمانانِ پونچھ کو مایوس کن جواب

مُسلم ایسوسی ایشن پونچھ کی طرف سے "الفضل" کے نام ۶-جون کو حسب ذیل تار موصول ہوا ہے:-

انجمن اسلامیہ پونچھ کی طرف سے جو مطالبات پیش کئے گئے تھے ان کا راجہ صاحب جاگیر پونچھ نے جو جواب دیا ہے۔ وہ نہایت ہی دل شکن اور تہدید آمیز ہے۔ تمام امیدیں منقطع ہو گئی ہیں۔ مسلمانوں کے حقوق سے کلیۃً انکار کر دیا گیا ہے۔ جس سے خطرناک نتائج کا خطرہ ہے۔ حکام پامال اور مظلوم مسلمانوں کو کچل ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں۔ بیرونی ہمدردوں اور مسلم اخبارات کی علے الاعلان مذمت کی جاتی ہے۔ مُسلم راہنماؤں اور اہل کاروں کے لئے سخت خطرہ ہے۔ تفصیلات ارسال کی جا رہی ہیں۔ مہربانی فرما کر ہماری مدد کیجئے۔

نبوت مسیح موعودؑ

ماسٹر اللہ دتا صاحب مہاجر۔ محلہ دارالرحمت قادیان نے مندرجہ بالا عنوان نام کا ایک رسالہ ۳۲ صفحہ کا شائع کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے متعلق بہت مفید اور اہم حوالے جمع کر دیئے ہیں۔ اخبار الحکم اور البدر میں شائع شدہ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے حوالجات اخذ کئے گئے ہیں۔ نیز اکابر غیر مبایعین کی سابقہ تحریروں سے نئے حوالے پیش کئے گئے ہیں۔ رسالہ بہت مفید اور دلچسپ ہے۔ قیمت فی کاپی ایک آنہ۔ اور یکمشت کے خریدار کو پانچ روپے سینکڑہ۔ احباب مندرجہ بالا پتہ سے منگا کر غیر مبایعین میں تقسیم کریں۔

تبلیغی ٹریکٹ

مولوی فخر الدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر قادیان نے آٹھ تبلیغی ٹریکٹوں کا ایک سٹ شائع کیا ہے۔ جن میں سلسلہ احمدیہ کے اہم مسائل پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ بیرونی انجمنیں اگر منگوا کر تقسیم کریں۔ تو تبلیغ کے لئے بہت مفید ثابت ہونگے۔ اوپر نام لکھنے کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے جہاں ہر جماعت اپنا نام لکھ کر اپنی طرف سے انہیں تقسیم کر سکتی ہے۔ فی سینکڑہ آٹھ آنے اور چار روپیہ ہزار کے حساب سے کتاب گھر قادیان سے منگائیں۔

خریداران ریویو مطلع ہوں

چونکہ انگریزی ریویو کا دفتر الگ ہو گیا ہے۔ اس لئے اُردو ریویو کے خریداروں کو خط وکتابت اس پتہ پر کرنی چاہیئے۔ اردو ریویو آف ریلیجنز۔ یا دفتر طبع واشاعت۔ الغرض انگلش ریویو کو خط لکھیں۔ تو فقط انگلش ساتھ لکھا جائے۔ اور اگر اردو مطلوب ہو۔ تو اردو کو ساتھ بڑھائیں۔ مطلق ریویو لکھنے سے ڈاک مکتوب الیہ کو تقسیم نہ ہوگی۔ مہتمم طبع واشاعت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ رجون ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

پنجاب یونیورسٹی کا تازہ کارنامہ

بی اے - کے نصاب سے اسلامی تاریخ کا اخراج

ہندوؤں کی آنکھوں میں خار

پنجاب میں مسلمانوں کی برائے نام اکثریت ہندوؤں کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتی ہے - اور اُن کی ملی ہستی کو فنا کرنے کے لئے وُہ طرح طرح کی حیلہ سازیوں اور فریب کاریوں سے کام لیتے رہتے ہیں - اور حکومت کی مہربانی سے سرکاری اداروں پر جو تسلط اور اقتدار حاصل ہے - اس سے اپنے اس مشن کی تکمیل میں انہیں بہت مدد ملتی ہے :-

تاریخ کی اہمیّت

اپنے آباء واجداد کے کارناموں سے آگاہ ہونا - اور ان کے شاندار ماضی کی یاد قومی زندگی کے لئے جس قدر ضروری ہے وُہ ہر سمجھدار انسان پر واضح ہے - اور یہی وجہ ہے - کہ چند سال ہُوئے - مسلم اکابر نے پنجاب یونی ورسٹی پر زور ڈال کر اسے اس بات پر آمادہ کیا - کہ بی - اے میں اسلامی تاریخ کا بھی ایک کورس مقرر کیا جائے - تا مسلم نوجوان اپنی گزشتہ عظمت اور شان وشوکت سے واقف ہو سکیں - اور ان کے دل میں بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ترقی کرنے کا احساس پیدا ہو - اور ان کی اس جدوجہد کے نتیجہ میں ۱۹۲۳ء میں بی اے میں اسلامی تاریخ کا مضمون رکھ دیا گیا :-

آریہ سماجیوں کا پیچ وتاب

مگر پنجاب یونی ورسٹی جو کہنے کو تو ایک سرکاری ادارہ ہے لیکن عملاً ایک آریہ سماج یونی ورسٹی ہے - کیونکہ اس کے سیاہ سفید کے مالک نہایت ہی متعصب اور مسلم آزار آریہ سماجی ہیں - جو کبھی بھی اس بات کو گوارا نہیں کر سکتے - کہ مسلمانوں کی ملی اور قومی ہستی برقرار رہ سکے - وُہ اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہے تھے - کہ کسی طرح اسلامی تاریخ کو نصاب سے خارج کیا جائے - تا مسلم نوجوان جو مغربی مادہ پرستی کے زیر اثر مذہب سے پہلے ہی غافل ہو رہے ہیں - اپنی تاریخ - کلچر اور تہذیب سے آگاہ ہونے کے اس موقعہ سے بھی محروم ہو جائیں - اور رفتہ رفتہ اس حقیقت کو بھی بھول جائیں - کہ وُہ کن لوگوں کی اولاد ہیں - اور اُن کے آباء واجداد نے دنیا میں کیا کیا کارہائے نمایاں کئے تھے :-

مسلمانوں کی طرف سے متفقہ مخالفت

چنانچہ یونی ورسٹی کے ایک انگریز پروفیسر کی طرف سے جو اپنی روزی کا انحصار آریہ سماجی خداوندانِ یونی ورسٹی کی خوشنودیٔ مزاج پر موقوف سمجھتا ہے - یہ تجویز پیش کرا دی گئی - کہ اسلامی تاریخ کا مضمون بی - اے کے نصاب سے خارج کر دیا جائے - اور پھر سینیٹ میں اس تجویز کو پاس بھی کر دیا گیا - سینیٹ میں انیس مسلمان ممبر ہیں - اور ان سب نے متفقہ طور پر اس تجویز کی مخالفت کی - ایک عیسائی ممبر بھی اس کا مخالف تھا - گویا کل بیس ممبر اس تجویز کے خلاف تھے - اور باقی انگریز اور ہندو ممبر جن کی تعداد صرف اکیس تھی اس کے حق میں تھے - چنانچہ ایک ووٹ کی برائے نام اور بے حقیقت کثرت سے یہ نامعقول تجویز منظور کر دی گئی - اور مسلمانوں کی متفقہ مخالفت کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا :-

لچر اور بودے دلائل

مجوز نے اپنی تائید میں جو دلائل پیش کئے - وُہ نہایت ہی لچر اور بودے ہیں - اور کوئی بھی معقول انسان انہیں درخور اعتناد نہیں سمجھ سکتا - کہا گیا - کہ ہندوستانیوں کو یا تو ہندوستان کی تاریخ پڑھائی جانی چاہیئے - یا برطانیہ کی - اسلامی تاریخ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں - اگر کسی جاہل انسان کی طرف سے یہ لغو بات کہی جاتی - تو چنداں قابلِ اعتراض نہ تھی - لیکن ایک یونی ورسٹی کے پروفیسر کہلانے والے کے مونہہ سے جو ہزار ہا روپیہ سالانہ تنخواہ پاتا ہے - ایسی جاہلانہ اور احمقانہ بات کسی طرح بھی زیب نہیں دیتی :-

یونیورسٹی کے قیام کا منشاء

جہاں تک سمجھا جاتا ہے - پنجاب یونی ورسٹی کے قیام کا منشاء یہ ہے - کہ پنجابیوں کو ان کی قومی وملی ضروریات - ان کی مستقبل تہذیبوں اور کلچروں سے آگاہ کیا جائے - اور جب یہ صورت ہے - تو کتنے تعجب کی بات ہے - کہ اس قوم کو جو صُوبہ میں اکثریت رکھتی ہے - جس کی آبادی یہاں سوا کروڑ سے بھی زیادہ ہے - اور جو صُوبہ کی اہم ترین قوم ہے - اس کے نوجوانوں کو اپنے آباء واجداد کے کارناموں اور ان کی قومی - ملی اور ملکی خدمات سے رُوشناس ہونے کے وسائل سے محض اس لئے محروم کر دیا جائے کہ وُہ اس قوم سے مذہبی اختلاف رکھتے ہیں - جس کے افراد بدقسمتی سے یونی ورسٹی پر متسلط ہیں :-

تاریخ اسلامی اور دیگر اقوام کی تاریخ

اگر اسلامی تاریخ سے ہندوستانیوں کو کوئی واسطہ نہیں - اگر ان لوگوں کے حالات سے ان کا آگاہ ہونا غیر ضروری ہے - جو دُنیا میں علوم وفنون کے بانی ہوئے جنہوں نے ہزارہا قسم کی مفید ایجادیں کیں - جنہوں نے دُنیا میں تہذیب وتمدن کی اشاعت کی - جنہوں نے دنیا کو فن تاریخ سے روشناس کیا - تو برائے خُدا کوئی ہمیں بتائے - کہ ہندوستانیوں کو اس سے کیا واسطہ ہے - کہ برطانوی لوگ ننگے پھرا کرتے تھے - یا جانوروں کی کھالوں سے اپنے بدن ڈھانپا کرتے تھے - انہیں یہ معلوم کر کے کونسا دینی و دُنیوی فائدہ پہونچ سکتا ہے - کہ سالہا سال تک برطانیہ کے حکمران خاندان باہم برسر جدال وقتال رہے - یا فرانس وبرطانیہ ایک مدت مدید تک انسانی خون کو پانی کی طرح بہاتے رہے - یا محض اپنا تفوق قائم کرنے کے لئے درندوں کی طرح آپس میں لڑتے بھڑتے - اور ایک دُوسرے کو پھاڑتے رہے :-

اسلامی تاریخ کا تفوق

دُنیا کا اہل علم طبقہ بلا امتیاز نسل ومذہب اس امر پر متفق ہے کہ اسلامی تاریخ تمام اقوام وملل کی تاریخ سے زیادہ شاندار ہے مسلمانوں کا کلچر - اور ان کی تہذیب تمام دیگر تمدنوں اور تہذیبوں پر فائق ہے - لیکن باوجود اس کے اگر ہندوستانی نوجوانوں کو اسلامی تاریخ پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں - تو برطانی تاریخ کے مطالعہ سے ان کی کونسی عاقبت سنور جائیگی - یا ہندوؤں کی تاریخ کے نام سے جو توہمات پرستی کا مجموعہ اس وقت نظر آتا ہے - اس کا پڑھنا انہیں دُنیا میں رفعت وبلندی کے کونسے اعلےٰ مدارج پر فائز کر دے گا - کیا پروفیسر بروس یا اس کے آریہ سماجی خداوند ہمیں بتائیں گے - کہ برطانیہ یا ہندوستان کی تاریخ پڑھنے سے کیا فائدہ ہے - اور ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں - کہ جو فوائد ان تاریخوں کے مطالعہ کے وُہ بتائیں گے - ہم ثابت کر دینگے - کہ ان سے بہت زیادہ فوائد تاریخ اسلامی کے مطالعہ کے ہیں :-

بندوبست نہ ہونے کا عذر

ایک اور دلیل تاریخِ اسلام کو خارج از نصاب کرنے کی یہ دی گئی ہے۔ کہ حکومت نے اسلامی تاریخ کی تعلیم کے لئے کوئی بندوبست نہیں کیا۔ اور اس کے انتظام میں دقتیں درپیش ہیں۔ اسے سُنکر ہم حیران ہیں۔ کہ اس شخص کی دماغی حالت کے متعلق کیا رائے قائم کریں جس نے یہ دلیل ایک تعلیم یافتہ مجلس کے سامنے پیش کرتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہ کی۔ اور ان لوگوں کو کیا کہیں جو بڑی بڑی ڈگریاں رکھنے والے اور تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اس احمقانہ اور سراسر مبنی بہ جہالت استدلال کے موید بن گئے اگر اسلامی تاریخ کے لئے کوئی بندوبست نہیں۔ تو ارباب یونیورسٹی کا کام ہے۔ کہ اس کا بندوبست کریں خصوصاً اس صورت میں کہ اس مضمون سے طلباء کی دلچسپی کا یہ عالم ہے۔ کہ تین سو سے زائد طلباء نے جن میں غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ یہ مضمون لے رکھا ہے۔ جب برطانی تاریخ کے لئے یونیورسٹی انتظام کر سکتی ہے۔ اگر ہندوستان کی تاریخ پڑھانے کے لئے بندوبست کرنے میں اسے کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ اور اگر اور بے شمار مضامین پڑھانے کے لئے وُہ سب کچھ کر سکتی ہے۔ تو بندوبست نہ ہونے کے بہانہ سے اسلامی تاریخ کو نصاب سے خارج کر دینے کے معنے سوائے مسلم آزاری۔ اور ان کی ملی ہستی کو فنا کرنے کے پروگرام کو عملی صورت دینے کی ناپاک کوشش کے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ اس کا فرض تھا۔ کہ جس طرح اور سب انتظامات کئے تھے۔ اس کا بھی بندوبست کرتی۔ نہ یہ کہ اسے نصاب سے ہی خارج کر دیتی۔

مُسلمانوں کی بے بسی

پنجاب کی آریہ سماج یونیورسٹی کا یہ فیصلہ مسلمانوں کے لئے ایک تازیانۂ عبرت ہے۔ اس صوبہ میں اپنی کثرت کے باوجود ان کی انتہائی بے بسی اور کامل بے اختیاری کا نہایت اندوہناک مظاہرہ ہے۔ اور اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ ان کے جملہ نمائندے یکزبان ہو کر بھی ان کی ملی ہستی کے قیام میں ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ حکومت کے باقی شعبوں کی طرح یونیورسٹی پر بھی اس قوم کا قبضہ ہے۔ جس کو ان کے احساسات۔ جذبات اور رجحانات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں۔ اور جس کی زندگی کا سرور اور راحت ہی ان کے مذہبی جذبات کے ساتھ کھیلنے میں ہے۔

مُسلمان کیا کریں

اس لئے ان کا فرض ہے۔ کہ وُہ اٹھیں۔ لیکن ہنگامی اور عارضی جوش کے ساتھ نہیں۔ کہ وُہ ایک بے فائدہ چیز ہے۔ بلکہ ایک عزم کے ساتھ جس کے اندر معقولیت۔ اور استقلال ہو۔ اور ایک ایسی منظم لیکن پُرامن جدوجہد شروع کریں۔ جو ہمیشہ کے لئے یونیورسٹی کی طرف سے ان کے حقوق کی پامالی کے سلسلہ کو ختم کر دے۔ وُہ حکومت پر واضح کر دیں۔ کہ یونیورسٹی اگر ہندو پرستی کے جذبات سے بالاتر ہو کر صوبہ کی تعلیمی خدمات سرانجام نہیں دے سکتی۔ تو اس کا وجود عدم وجود سے

بدتر ہے۔ اور ایک ایسی زہر آلود اسٹیٹیوشن پر صوبہ کے مالیات کی ایک کثیر رقم جس کا معتدبہ حصہ مسلمانوں کی جیبوں سے نکلتا ہے ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر اسلامی تاریخ جیسے اہم اور عام فہم مضمون کی تعلیم کے لئے وُہ کوئی بندوبست نہیں کر سکتی۔ تو اسے کسی مضمون کی تعلیم کے انتظام کی بھی ضرورت نہیں ؎

پروفیسر بروس کی علیحدگی

عرصہ کی چیخ وپکار اور داویلا کے بعد یونیورسٹی کی بے ضابطگیوں اور بے راہ رویوں کی تحقیقات کے لئے حکومت نے جو تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ اس کی سیکرٹری شپ کے فرائض پروفیسر بروس ایسے ہندو پرست انگریز کے سپرد کئے گئے ہیں۔ جو مذکورہ بالا تجویز کو سینیٹ میں پیش کر کے مسلمانوں کے جذبات اور ان کی قلبی کیفیات سے اپنی افسوسناک لاعلمی اور بے پروائی کا ثبوت پیش کر چکا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسے شخص کی کمیشن میں موجودگی مسلمانوں کی ان شکایات کے دُور ہونے میں بہت بڑی روک ہو گی۔ جن کے ازالہ کے لئے یہ کمیشن معرض وجود میں آیا ہے۔ اس لئے اس کی علیحدگی مسلمانوں کے مطالبات کا ایک اہم جزو ہونی چاہیئے۔

وزیر تعلیم سے

اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے سے قبل وزیرِ تعلیم کی منظوری ضروری ہے اور وُہ اسے مسترد کر سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں چاہیئے۔ کہ اس موقعہ پر تدبر اور دانشمندی کا ثبوت دیں۔ اور اس نہایت ہی نامعقول تجویز کو نامنظور کر کے یونیورسٹی کے خلاف ایک سخت ایجی ٹیشن کو روک دیں وگرنہ بصورت دیگر جو حالات رونما ہونگے۔ وُہ ان کی حکومت کے لئے بہت زیادہ پریشانی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اور یقیناً جو انہیں پچھتانا پڑیگا لیکن اُس وقت یہ پچھتاوا کسی فائدہ کا موجب نہیں ہو گا ؎

ہندو مسلم فسادات اور ہندو

ہندو مسلم فسادات۔ کی بالکل صاف اور واضح وجہ یہ ہے۔ کہ ہندو اپنی طاقت اور قوت کے ذریعہ مسلمانوں پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وُہ ہندوؤں سے علیحدہ ہو کر اور اپنے حقوق علیحدہ حاصل کر کے آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ ایسی صورت میں ہندو مسلمانوں کے فسادات کو روکنے کا طریق تو یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کو سمجھایا جائے۔ کہ جب ان کے اس وقت تک کے طریق عمل سے مسلمانوں کو ان پر اعتماد نہیں رہا۔ اور انہوں نے مسلمانوں میں اپنا اعتماد بالکل کھو دیا ہے۔ تو جب تک اپنے عمل سے اس اعتماد کو بحال نہ کر لیں۔ اس وقت تک مسلمانوں کے سامنے اشتراک عمل کا نام تک نہ لیں لیکن عجیب بات یہ ہے۔ کہ ہندو اسی چیز کو جو بحالات موجودہ فسادات کا موجب ہو رہی ہے۔ فسادات کے انسداد کے لئے بطور علاج پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ ورتمان (یکم جون) بمبئی کے حال کے فسادات پر آنسو بہاتا ہؤا۔ اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی دور از کار تجاویز بتاتا ہؤا لکھتا ہے :۔

”اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہم فسادات کے بیج کو ہی نشٹ کر دیں۔ تو ہمیں چاہیئے۔ کہ فرقہ وارانہ نیابت۔ جداگانہ انتخاب اور جداگانہ حقوق کے خلاف آواز بلند کریں۔ فسادات کو ناپید کرنے کا ایک ہی طریق ہندو مسلمانوں کی بہتری کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وُہ ہے مشترکہ انتخاب، مشترکہ حقوق، مشترکہ نیابت“!

گویا دُوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب اور جداگانہ نیابت سے دست بردار کر کے مشترکہ انتخاب اور مشترکہ نیابت تسلیم کرانے کے لئے فسادات کر رہے ہیں۔ اور جب تک مسلمان مشترکہ انتخاب کے آگے سر تسلیم خم نہ کر دینگے۔ اس وقت تک فسادات بھی بند نہ ہوں گے ؎

دراصل یہ ہندو مسلم فسادات کو روکنے کا طریق نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو بالکل بے بس اور بے کس بنانے کا ڈھنگ ہے۔ چونکہ مشترکہ نیابت اور انتخاب میں مسلمانوں کی کوئی حقیقت ہی نہ باقی رہے گی۔ اس لئے ہندوؤں کو ان سے فساد کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی ؎

ریاست کشمیر میں ہندوؤں سے امتیازی سلوک

ریاست جموں وکشمیر میں مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ حقوق کے بعد ان پر وہاں کی پولیس اور فوج کے ملازمین نے ہندوؤں سے مل کر جو بے پناہ تشدد کیا ہے۔ وُہ کسی ایک غیر مُسلم اور برطانی نامہ نگار کی زبانی دُنیا کو معلوم ہو چکا ہے۔ علاقہ میرپور کی شورش کے دوران میں ہر لحاظ سے مسلمانوں کا زیادہ نقصان مسلم ہے۔ لیکن وہاں کی حکومت کی جنبہ داری اور ہندو پروری کا یہ عالم ہے۔ کہ اپنی قوم کو تو ہر طرح امداد دی جا رہی ہے۔ اور مسلمانوں کو کوئی پوچھتا تک نہیں ؎

حال میں مہاراجہ صاحب نے اس علاقہ کے ہندوؤں کے لئے حکم جاری کیا ہے۔ کہ جن کے مکانات تباہ ہو گئے ہوں۔ ان کو سرکاری جنگل سے مفت لکڑی مہیا کی جائیگی۔ جدید تعمیر کے لئے نقد روپیہ بھی دیا جائیگا اور اس کے باوجود اگر ضرورت ہوئی۔ تو قرضہ کے طور پر بھی روپیہ دیا جائیگا جو دو فیصدی سالانہ کی برائے نام شرح سود کے ساتھ چھ ششماہی اقساط میں وصول کیا جائے گا ؎

اصول حکمرانی یہ ہے۔ کہ رعایا کے مختلف فرقوں میں کسی قسم کا امتیاز نہ روا رکھا جائے۔ لیکن کشمیر کی حکومت کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ مسلمانوں پر جن کے متعلق یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے۔ کہ بہت سے ہندوؤں کے معمولی مکانات کے اتلاف کا وُہ خود موجب ہوئے ہیں۔ نوازش کا مینہ برسایا جا رہا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو جنہیں ہندوؤں سے بہت زیادہ نقصان پہونچ چکا ہے۔ بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور مزید ستم یہ حکم دیا گیا ہے۔ اس علاقہ کے ہندوؤں کی جتنی عمارتیں تباہ ہوئی ہیں اس علاقہ کے مسلمان سرکاری نگرانی میں تعمیر کر کے دیں گے

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے ایام میں میں نے ایک خطبہ پڑھا تھا۔ جس میں

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کے نتائج

کے متعلق کچھ بیان کیا تھا۔ اس مضمون کے متعلق میرے پاس شکایت کی گئی ہے۔ کہ الفضل میں خطبہ کے صحیح الفاظ شائع نہیں ہوئے۔ اور عبارت ایسی درج کی گئی ہے جس کا مفہوم میرے مفہوم کے خلاف نظر آتا ہے:

میں نے وہ نشان کردہ عبارت پڑھی ہے۔ اور گو میں اس امر سے متفق ہوں۔ کہ میرے محدود مضمون کو بعض الفاظ کے ترک کر دینے کی وجہ سے وسیع کر دیا گیا ہے۔ اور گو اس میں شبہ نہیں کہ ایک مختصر سی تمہید بھی تھی۔ جسے لکھنے والے نے چھوڑ دیا ہے اور اس وجہ سے مضمون میرے الفاظ کی نسبت

کسی قدر زیادہ سخت

ہو گیا ہے۔ اس حد تک تو شکایت بجا نظر آتی ہے لیکن جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔

منشائے مضمون

نہیں بدلا۔ مضمون زیادہ سخت ہو گیا ہے۔ اور شاید زیادہ تکلیف دہ بن گیا ہے لیکن میرا جو مقصود تھا۔ وہ وہی ہے۔ گو شدت پیدا ہو گئی ہے۔ بجائے اس بات کے کہ بعض طالب علموں میں یہ نقص ہے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب میں ہے۔ تمہید کی غرض یہ ہوتی ہے کہ بات کی اونچائی نیچائی کو دور کر کے لیول کر دے۔ اور چونکہ تمہید کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس واسطے لیول میں بھی کچھ فرق ہے۔ تاہم مضمون کے منشا میں کوئی فرق نہیں آیا۔

نقل کرنے والا

بسا اوقات اتنی جلدی لکھ نہیں سکتا۔ جتنی جلدی تقریر کرنے والا بولتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ خود بھی ایک بات کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتا۔ اور بعض ضروری حصوں کو غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے پھر بعض دفعہ وہ اپنے نوٹ کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے چھوڑ دیتا ہے۔ ایسی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ اور چونکہ اصل مفہوم نہیں بدلا۔ اس لئے چنداں قابل اعتراض بات نہیں۔ مگر اس لئے کہ بعض لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس مضمون کے متعلق دوبارہ کچھ بیان کر دوں۔ کیونکہ وہ

ایک نہایت اہم معاملہ

ہے۔ اور اس کے متعلق میں اپنے خیالات صفائی سے پیش کر دینا چاہتا ہوں تا اگر آج اصلاح نہ ہو سکے۔ تو آئندہ نسلیں ہی شاید اصلاح کر سکیں۔ اور ان کے سامنے یہ خیالات موجود رہیں۔ اور جو نقص اس وقت ہیں۔ آئندہ نسلیں ہی انہیں دور کر سکیں۔ کم از کم میں سمجھتا ہوں۔ اور اپنی اس رائے پر پختگی سے قائم ہوں کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قیام سے محض یونیورسٹی کے امتحان پاس کرانا نہیں۔ بلکہ آپ کا منشاء یہ تھا۔ کہ اس جگہ ایسے طالب علم پیدا کئے جائیں۔ جو

یورپ سے آنے والی وباؤں کا مقابلہ

کر سکیں۔ اور اسلام کا مقصد ایسے طریق پر سمجھیں۔ کہ اس کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ انہیں دور کر کے اسلام کی محبت لوگوں کے دلوں میں قائم کر سکیں۔ دنیا میں

اسلام کا عملی نمونہ

پیش کریں۔ اور دنیا پر ثابت کر دیں۔ کہ اسلام سے ہی اعلیٰ روحانی مدارج حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ منشاء تھا اس سکول کے قیام کا۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ سکول اس وقت اس منشاء کو پورا کر رہا ہے۔ میں عام بات کہنے کا عادی نہیں ہوں۔ میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ کوئی شخص

کلی طور پر برا

نہیں ہوتا۔ خواہ وہ فرعون ہی ہو۔ ممکن ہے بعض لوگ اسے میری بینائی کا نقص سمجھیں۔ مگر میں کیا کروں۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ نے ایسی ہی بینائی عطا کی ہے۔ اور میری فطرت ہی ایسی ہے۔ کہ مجھے

شیطان میں بھی کئی خوبیاں

نظر آتی ہیں۔ اس لئے میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ ہی یہ سن سکتا ہوں کہ ہمارے اس سکول میں کوئی خوبی نہیں لیکن یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ ان ایام میں یہ سکول اس مقصد کو پورا کر رہا ہے۔ جس کے لئے اسے قائم کیا گیا تھا۔

اس سکول پر

ایک زمانہ

ایسا آیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ایام میں بعض لوگوں نے کوشش کی۔ کہ اس سکول کو توڑ کر صرف عربی کا ایک مدرسہ قائم رکھا جائے۔ کیونکہ جماعت دو سکولوں کے بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ اور اس پر اتفاق جماعت اتنا زبردست تھا کہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ شاید

ڈیڑھ آدمی سکول کی تائید میں

رہ گیا تھا۔ ایک تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ تھے۔ اور آدھا میں اپنے آپکو کہتا ہوں۔ کیونکہ اس وقت میں بچہ تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ جو جوش مجھے اس وقت سکول کے متعلق تھا۔ وہ

دیوانگی کی حد تک

پہنچا ہوا تھا۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ چونکہ ادب کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بات نہ کر سکتے تھے اس لئے آپ نے مجھے اپنا ذریعہ اور ہتھیار بنایا ہوا تھا۔ وہ مجھے بات بتا دیتے۔ اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہنچا دیتا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے ہمیں کامیابی عطا کی۔ اور باوجودیکہ بعض جلدباز دوستوں نے قریباً ہم پر

کفر کا فتوےٰ

لگا دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ دنیادار لوگ ہیں۔ کیونکہ انگریزی تعلیم کی تائید کرتے ہیں۔ پھر بھی فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔ پھر ایک وقت ایسا آیا۔ کہ جو لوگ اس سکول کو توڑنا چاہتے تھے۔ انہوں نے

مدرسہ احمدیہ کو توڑنے کا فیصلہ

کیا۔ اس وقت بھی خدا نے مجھے ہی توفیق دی۔ اور شاید میں ہی اکیلا

شخص تھا۔ جس نے پوری سختی کے ساتھ اس فیصلہ کی مخالفت کی۔ اس وقت میری عمر بیس سال کے قریب تھی۔ اور جسقدر لوگ موجود تھے انہوں نے متفقہ طور پر اس فیصلہ کا اظہار کر دیا تھا۔ کہ مدرسہ احمدیہ کو توڑ دیا جائے اور اس کی بجائے لڑکوں کو وظائف دے کر اعلیٰ درجہ کی انگریزی تعلیم حاصل کرائی جائے۔ اور بی۔ اے۔ ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد ایک دو سال دینی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب یہاں پڑھا کر ان سے تبلیغ کا کام لیا جائے۔ میں نے اس فیصلہ کی

شدت سے مخالفت

کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری زبان میں ایسی تاثیر بخشی۔ کہ جو لوگ ایک منٹ پہلے اسے توڑنے کے حق میں تھے۔ میری تقریر سنکر کہ اٹھے۔ کہ اسے نہیں توڑنا چاہیئے۔ خود خواجہ صاحب جن کی کوشش تھی۔ کہ اسے توڑا جائے کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ کہ کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے۔ دراصل ہمارا منشا بھی یہ نہیں۔ کہ اسے توڑ دیا جائے۔ چونکہ وہ شکست سے بچنا چاہتے تھے۔ اس لئے کہنے لگے۔ کہ اچھا اس مسئلہ پر

دوبارہ غور

کیا جائیگا۔ کیونکہ اگر اس وقت رائے لی جاتی۔ تو یقیناً نوے فیصدی میرے حق میں رائے دیتے۔ پس انہوں نے مناسب سمجھا۔ کہ شکست کھانے کے بجائے اس سوال کو ہی چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے کہدیا۔ کہ اس پر دوبارہ غور کیا جائیگا۔ جو آج تک کبھی نہیں ہوا۔ اور مدرسہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہے۔ تو اس طرح ان

دونوں سکولوں کے قیام میں میرا حصہ

ہے۔ اور مجھے ان سے ذاتی انس اور لگاؤ ہے۔ علاوہ اس کے کہ جو مجھے اپنے منصب کے لحاظ سے ہونا چاہیئے۔

میں ابھی

جماعت کی کمزوری

پر زیادہ کلام نہیں کرتا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ ابھی جماعت میں وہ بلوغت نہیں آئی جبکہ عقل پختہ ہوتی ہے۔ ابھی یہ حالت ہے۔ کہ اگر کوئی عیب بیان کیا جائے۔ تو قطع نظر اس سے کہ وہ کہاں تک ہے۔ اور کس حد تک ہے۔ لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ کہ جس میں یہ عیب پایا جاتا ہے۔ اس سے

زیادہ ذلیل چیز

اور کوئی نہیں۔ اور اسے جسقدر جلد ممکن ہو۔ مٹا دینا چاہیئے اور اگر کوئی خوبی بیان کی جائے۔ تو بجائے اس کے کہ غور کریں۔ کہ وہ خوبی کتنی اہمیت رکھتی ہے۔ کہنے لگ جائینگے۔ کہ اس سے

زیادہ مفید اور اچھی چیز

کوئی نہیں۔ اس وقت ہماری جماعت کے دوستوں کی مثال اس جھولے کی سی ہے۔ جو میلوں پر لگایا جاتا ہے۔ جب اس کا ایک سرا نیچے جاتا ہے۔ تو دوسرا اوپر کو اٹھ جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ بھی

وسطی مقام

قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ اور بسا اوقات میں کسی چیز کے متعلق اپنی رائے اس لئے بیان نہیں کرتا۔ کہ

جماعت کی حالت

ابھی بچوں کی سی ہے۔ اگر کوئی نقص بیان کیا جائے۔ تو کہیں گے ہمیں یونہی مال برباد ہو رہا ہے۔ اور اگر کوئی خوبی بیان کر دوں۔ تو کہیں گے بھلا کوئی عیب ہو سکتا ہے۔ کوئی کالا داغ تک نہیں۔ اور اس لئے کہ بعض کے لئے اس رنگ میں

ٹھوکر کا موجب

نہ ہو جاؤں۔ بسا اوقات میں اپنی رائے کو مخفی رکھتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔

ہر عقلمند خلیفہ

جس نے ربانی ہونے کا مقام حاصل کیا ہو۔ ایسی ہی احتیاط کریگا جب تک کہ جماعت میں بلوغت نہ آجائے۔ اپنے ایسے خیالات کو اپنے تک ہی محدود رکھیگا۔ اس جذبہ کے ماتحت بہت دفعہ میں اپنی رائے کو چھپائے رکھتا ہوں۔ ورنہ اس سکول کے متعلق

آج سے بہت پہلے

زیادہ وضاحت سے مجھے بیان کر دینا چاہیئے تھا۔ اور ایک دفعہ میں نے کچھ بیان بھی کیا تھا۔ لیکن مجھے معلوم ہوا۔ کئی لوگ جو اپنے بچوں کو یہاں داخل کرانے کے لئے لائے تھے۔ وہ میری تقریر سن کر واپس لے گئے۔ حالانکہ میرا یہ مطلب ہرگز نہ تھا۔ میں تو اس بات کا قائل ہوں۔ کہ اگر ہمیں

سلسلہ کی خاطر

اپنی اولادیں قربان کرنی پڑیں۔ تو بھی اس سے دریغ نہ ہونا چاہیئے اور اگر انہیں ایسے سکول میں داخل کرانا پڑے جس میں فیل ہو جانیکا امکان زیادہ ہے۔ تو یہ تو کوئی بات ہی نہیں۔ ہم آج

ابراہیم علیہ السلام کی قربانی

پر سر دھنتے ہیں۔ لیکن خود اولاد کی قربانی کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ آج چھری سے ذبح کرنے کا امتحان تو پیش نہیں آ سکتا۔ اس کے مقابلہ میں بہت معمولی امتحان ہیں۔ جب مجھے معلوم ہوا۔ کہ بعض لوگ اپنے لڑکوں کو واپس لے گئے ہیں۔ تو میں نے سمجھا۔ میں نے غلطی کی۔ جن لوگوں کو مخاطب کیا۔ وہ دراصل اس کے اہل نہ تھے۔ ممکن ہے۔ اب بھی بعض کو دھوکا لگ جائے۔ اس لئے میں نے یہ تمہید بیان کر دی ہے۔

ہر عیب اور خوبی کو اس کی

حد کے اندر

دکھنا چاہیئے۔ اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ضرور وہ حالت ہو جائے گی۔ جسے انگریزی میں Colour Blind کہتے ہیں۔ یعنی کبھی کوئی نیکی یا بدی نظر نہ آئے گی۔ رنگ کا نظر آنا

بھی ایک بیماری ہے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ اس

سکول کے قیام کی غرض

یہی ہے۔ کہ اسلام اور اس کی حفاظت و اشاعت کے متعلق زبردست جماعت قائم کی جائے۔ اور یہ مقصد کم از کم اس وقت پورا نہیں ہو رہا۔ اس کی وجہ جو کچھ بھی ہے میں اسے صفائی سے بیان کر دیتا ہوں۔ ممکن ہے۔ اس میں غلطی ہو۔ بدظنی کرنا میری عادت نہیں۔ ممکن ہے۔ بدظنی ہو۔ بہر حال میری رائے یہی ہے۔ اور جب تک اس میں تبدیلی نہ ہو۔ میں اس پر قائم رہوں گا۔ میرے نزدیک خود

مدرس اصل مقصد کو نہیں سمجھتے

یا شاید سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ یہ بات متواتر میرے کان میں پڑی ہے۔ کہ اساتذہ کی طرف سے طالب علموں کو کہا جاتا ہے کہ اگر

دینی مضامین کیطرف زیادہ توجہ

کروگے۔ تو پڑھائی میں حرج ہوگا۔ میں نے وہ ریکارڈ پڑھے ہیں جن میں مجلس شاورت کے نمائندوں اور مدرسوں میں بحث ہوئی ہے۔ کہ

دینیات میں لازمی طور پر پاس ہونیکی شرط

رکھنا تعلیم کے لئے نقصان دہ ہے۔ اور جب استادوں کا یہ خیال ہو بلکہ وہ طالب علموں کو ہم خیال بنانے کے لئے کوشش کرتے ہوں۔ اور کہتے ہوں۔ کہ خواہ قاعدہ کچھ ہو۔ تم دوسرے مضامین میں پاس ہونے کی کوشش کرو۔ دینیات میں اگر فیل بھی ہو جاؤ گے۔ تو دیکھا جائیگا تو طالب علم اگر

دینیات سے غافل

ہوں۔ تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ اگر پرانے ریکارڈ دیکھے جائیں تو معلوم ہوگا۔ کہ کوشش یہ رہی ہے۔ کہ

دینی کتب میں کمی

کر دی جائے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آہستہ آہستہ سوائے ان فوائد کے جو

قادیان میں رہنے کے ساتھ وابستہ

ہیں۔ جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا نور نازل ہو رہا ہو۔ وہاں بغیر انسانوں کے توسط کے بھی بعض فضل نازل ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہاں

اللہ تعالیٰ کا نور

نازل ہوا ہے۔ اس لئے جو یہاں رہتا ہے خواہ اسے تعلیم ہو یا نہ ہو اس سے فائدہ اٹھائیگا۔ بشرطیکہ نفاق اس کے اندر نہ ہو۔

مکہ و مدینہ میں رہنے والوں کی روحانی حالت

اس وقت گری ہوئی ہے لیکن اگر وہاں رہنے والے انسانوں سے آنکھیں بند کر لی جائیں۔ تو انسان ان مقامات سے

بے شمار روحانی فوائد

حاصل کر سکتا ہے۔ جو لوگ وہاں جا کر انسانوں پر نگاہ رکھتے ہیں وہ ایمان کی بجائے بے ایمانی لیکر آتے ہیں۔ بہت سے لوگ حج کے بعد نمازوں کی لذت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ میں جب حج پر گیا۔ تو میں نے

دیکھا۔ کہ خانہ کعبہ سے تو ایک نور نکل رہا ہے۔ لیکن یہاں کے لوگوں سے

خطرناک قسم کی تاریکی

نکلتی ہے۔ ایک دوست میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ حج کے متعلق ایک مخفی بات کہتا ہوں۔ میں سمجھ گیا۔ میں نے پوچھا۔ کیا تمہاری روحانیت میں تو کمی نہیں آ رہی۔ انہوں نے کہا یہی بات ہے۔ میں نے سمجھایا کہ یہاں کے انسانوں پر نگاہ نہ رکھو۔ انہوں نے میری نصائح سے فائدہ اٹھایا۔ اور ان کی قبض دور ہو گئی۔ اسی طرح جو لوگ یہاں منافقت لے کر آتے ہیں۔ ان کا ذکر نہیں۔ مگر وہ جو خدا کیطرف دیکھتا ہے۔ وہ جب بھی یہاں آئیگا۔ بغیر کسی کے توسط کے بھی وہ

خدا تعالےٰ کے فضل

کو جذب کریگا۔ اور طالب علم ایسے فضل اور نور کو بہت زیادہ جذب کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے

دل کی تختی

صاف ہوتی ہے۔ اور دوسرے لوگوں کی طرف سے ان کی آنکھ بند ہوتی ہے۔ ایسے فضل اور نور کو چھوڑ کر اس سکول میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو کوئی

معتدبہ دینی فائدہ

حاصل نہیں ہوتا جو باہر نہ ہو سکتا۔ بعض لوگوں نے شکایت کی ہے۔ کہ ان کے بچے جتنا قرآن شریف یا ترجمہ پڑھ کر آئے تھے۔ اس سے زیادہ انہوں نے یہاں نہیں سیکھا۔ اور ان کی یہ شکایت بجا ہے۔ بچہ پر بھی یہی اثر ہے۔ کیونکہ عملہ دینیات کی اہمیت کو گرانے اور کم کرنے میں منہمک ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس طرح وہ دنیوی تعلیم کو اعلےٰ درجہ کی بنا سکیں گے۔ مگر ہوتا کیا ہے۔ وہی مثال جو کسی شاعر نے بیان کی ہے۔ کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ نہ ہی وہ دنیوی تعلیم میں کوئی بڑا درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور دینی تعلیم کے لئے کوشش ہی نہیں کی جاتی۔ اس کے بجائے اگر دین کو لے لیا جاتا۔ اور اس پہلو کو ایسا نمایاں کیا جاتا۔ کہ ہر دیکھنے والا تسلیم کرتا۔ کہ اس سکول کے طالب علم

دینی معلومات میں عالم کی حیثیت

رکھتے ہیں۔ تو کوئی حرج کی بات نہیں ہوتی۔ اس صورت میں اگر لڑکے فیل بھی ہو جائیں۔ تو غم کی بات نہیں۔ کم از کم میرے بچے اگر دین میں ترقی کر جائیں۔ تو ان کی

دنیوی ناکامی

پر مجھے کوئی غم نہ ہوگا۔ لیکن جب دین و دنیا دونوں کی تعلیم ناقص ہو تو خوشی کس بات کی ہو سکتی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ بعض لوگ پھر بھی اعتراض کرینگے۔ مگر میں انکی کوئی حقیقت نہ سمجھوں گا۔ لیکن میرے پاس تو یہاں تک شکایت آئی ہے۔ کہ ایک طالب علم سے اس کے استاد نے

قرآن کریم چھین لیا۔ اور کہا۔ کہ امتحان نزدیک ہے۔ ہمیں بدنام کرنا چاہتے ہو۔ مجھے

انفرادی شکایات کی تحقیقات

کی ضرورت نہیں۔ مگر مجموعہ بتاتا ہے۔ کہ نقص موجود ہے۔ اسی کیطرف میں نے اشارہ کیا تھا۔ کہ طالب علم اسلام کی تعلیم اور نظام کے متعلق اہم ابتدائی باتوں پر اعتراضوں کے جواب بھی نہیں دے سکتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اسکی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ ایک طالب علم کو اگر یہ باتیں سکھائی جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھائی جائیں۔ حدیث کا کچھ حصہ پڑھایا جائے۔ اور پھر اگر وہ فیل بھی ہو جائے۔ تو اسے خود بھی افسوس نہ ہوگا۔ اور

دیندار ماں باپ

کو بھی افسوس نہ ہوگا۔ اور یہ میں بطور تنزل کہتا ہوں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم کا اتنا اثر نہیں ہوتا۔ جتنا شغف کا۔ ایک طالب علم ۱۲ گھنٹہ پڑھتا رہتا ہے۔ لیکن عین ممکن ہے۔ وہ کچھ نہ سیکھ سکے۔ اور دوسرا ایک گھنٹہ پڑھ کر بہت کچھ یاد کرلے۔ میں اسباب کا قائل ہی نہیں۔ کہ اگر دینی تعلیم کیطرف توجہ کی جائے۔ تو

دنیوی تعلیم میں حرج

ہوتا ہے۔ ضرورت تو اس امر کی ہوتی ہے۔ کہ طالب علم کے دل میں

علم حاصل کرنے کی تڑپ

پیدا کی جائے۔ اور اگر اسے اس شغف سے پڑھایا جائے۔ تو وہ دو تین گھنٹہ میں ہی بہت کافی پڑھ سکتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اگر کوئی پرانی بات بھی میرے مطلب کی ہو۔ تو مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے۔ اگرچہ وہ

میرا حافظہ

قدرتی طور پر سمجھو۔ یا صحت کی خرابی کی وجہ سے۔ یا افکار کی زیادتی اور کاموں کی کثرت کیوجہ سے چیزوں کو زیادہ یاد نہیں رکھ سکتا۔ مگر کام کی چیز مجھے بیس سال کے بعد بھی یاد رہتی ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اسے پڑھتے یا سنتے وقت میں نے اسطرف دماغ کو متوجہ کیا تھا۔

دفتر ڈاک میں کام کرنے والے

جانتے ہیں۔ کہ بعض ہفتہ مجھے خطوں کے جواب کے لئے میں دو دو تین تین ماہ بعد لکھواتا ہوں۔ تو میں افسر ڈاک کو بتا دیتا ہوں۔ کہ اس نے یہ نہیں لکھا۔ بلکہ یہ لکھا ہے اور آپ غلطی کر رہے ہیں۔ وہ مجھے نہیں بھولتی۔ پس میں اپنے تجربہ کی بناء پر بھی اور اس علم کی بناء پر بھی جو خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت اور دماغ کے متعلق مجھے دیا ہے۔ اور بغیر اس کے متعلق کوئی کتابیں پڑھنے کے مجھے ایسا بار یک علم عطا کیا ہے۔ کہ بسا اوقات وہ الہام کے مقام تک پہنچ جاتا ہے

انسان کی شکل

دیکھتے ہی اس کے تاثرات جذبات۔ احساسات ایسے باریک طور پر میرے دل پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ الہام خفی ہوتا ہے اگرچہ جلی الہام نہیں۔ کیونکہ یہ علوم میں نے نہیں پڑھے۔ پس اس

علم کی بناء پر

میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر علم صحیح طور پر حاصل کریں۔ یا کرائیں۔ تو ہم وہ کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ جو دوسرے نہیں کر سکتے۔ اگر

سکول کا عملہ

اسبات کو مدنظر رکھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو واضح کرنا اس سکول کا مقصد ہے۔ تو دین کو حاصل کرتے ہوئے بھی وہ دنیا کو حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر چونکہ بنیاد درست نہیں۔ اس لئے عمارت بھی کمزور تیار ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون کا ٹیکہ ممنوع قرار دیا ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ جسے معمولی احمدی بھی جانتا ہے۔ اگرچہ حضور نے اجازت دی ہے۔ کہ کمزور ایمان کا احمدی یا جسے حکام حکم دیں۔ ٹیکہ کرا سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ کوئی احمدی اسے گوارا نہیں کر سکتا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ اگر کسی کو عملاً طاعون ہو بھی جائے۔ اور اسے ٹیکہ کرانے سے آرام ہوتا ہو۔ تو بھی

ایک مخلص احمدی

اسکی جرأت نہیں کریگا۔ لیکن تعجب کی بات ہے۔ کہ وہ سکول جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو قائم کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اس میں استادوں نے سامنے بیٹھ کر لڑکوں کو ٹیکے لگوائے۔ بلکہ بعض استادوں نے خود بھی لگوائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی

صداقت کا نشان

قرار دیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے۔ وہ ٹیکہ کے بغیر ہماری جماعت کی حفاظت کریگا۔ اور آپ کے زمانہ میں شاید سو میں سے اسی احمدی اسی نشان کے ذریعہ احمدی ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزاحیہ طور پر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہماری جماعت کا اکثر حصہ طاعونی ہے تو وہ

عظیم الشان نشان

جسکا ذکر آپ کی قریباً ہر مجلس میں ہوتا تھا۔ اور جسے آپ نے تریاق الٰہی میں کتب میں نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ صریح طور پر اسکی خلاف ورزی کیگئی ہے۔ بلکہ دور دور بچوں اس نشان کو مشتبہ کیا گیا ہے۔ اس قسم کی

کھلی نافرمانی

بتاتی ہے۔ کہ خود اساتذہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب نہیں پڑھتے۔ اور تعجب حیرانی یہ ہے۔ کہ جب انجمن کے افسر نے اس کے متعلق پوچھا۔ کہ کیوں ایسا کیا گیا۔ تو اسے ایسا جواب دیا گیا جو اخلاقاً بھی معیوب ہے۔ اور صداقت سے بھی دور ہے۔ اخلاقاً اس لئے کہ افسر کو

ایسا جواب نہیں دینا چاہیئے

کہا گیا۔ کہ آپکا اعتراض فضول ہے۔ ہم نے ایک ایسے آدمی سے پوچھ لیا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو آپ سے دس گنا زیادہ جانتا ہے۔ یہ جواب بہت ہی گری ہوئی اخلاقی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور پھر صحیح بھی نہیں۔ اگر کسی عالم نے یہ کہا ہے۔ تو وہ دس گنا زیادہ کیا۔ ہزار گنا کم بھی نہیں جانتا۔ ایسے کھلے نشان کا منکر احمدی مولوی کیسے ہو سکتا ہے میں سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ کونسا مولوی ہے۔ اور میں نے خود اس سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میں نے یہ کہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دی ہے۔ کہ جو

کمزور ایمان والے

ہوں یا جن کو حاکم کا حکم ہو۔ وہ ٹھیکہ لگوالیں۔ اور یہ جواب صحیح ہے۔ پس جب تک یہ روح نہ بدلیگی۔ اس وقت تک قطعی طور پر وہ نتیجہ نہیں پیدا ہوگا۔ جس کے لئے یہ سکول قائم کیا گیا ہے۔ ممکن ہے اساتذہ ہمیں

بے وقوف اور جاہل

سمجھیں۔ مگر دنیا میں ان سے بہت زیادہ عالم اور تعلیم یافتہ ہمیں جاہل سمجھتے ہیں۔ مگر ہم خدا کے فضل سے انہیں

روزانہ شکست

دے رہے ہیں۔ ان سے بڑھ کر ان کا قلعہ مضبوط نہیں ہوسکتا۔ اگر ان کے اندر تبدیلی نہ ہوئی تو

جماعت کے نوجوانوں میں

ایسی روح پیدا ہو جائے گی۔ کہ وہ اس قلعہ کو پاش پاش کر دیں گے۔ ہم

والہیت اور شیدائیت

چاہتے ہیں۔ ہمیں ان طالب علموں کی ضرورت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدائی ہوں۔ اسلام کے شیدائی ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جان دینے والے ہوں۔ قرآن مجید کے عاشق اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ جاری رکھنے والے ہوں۔ خواہ

دنیوی لحاظ سے

وہ کامیاب ہوں یا نہ۔ اگر یہ چیزیں نہیں۔ اور وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ تو یہ کامیابی کچھ بھی نہیں۔ اور اس سے وہ ناکامی ہزار درجہ بہتر ہے۔ جس میں یہ چیزیں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر صحیح طور پر کام کیا جائے۔ تو یہ باتیں پیدا کرنے کے ساتھ نتیجہ بھی اچھا نکل سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ

دل میں جوش

پیدا کیا جائے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة ۔ یہ کس طرح ہوتا ہے اسی طرح کہ ان تھوڑوں کو

کام کرنے کا ڈھنگ اور سلیقہ

آتا ہو۔ اگر ہم یہ بات طالب علموں کے اندر پیدا کر دیں تو وہ غلبت کا نظارہ دکھلا دیں گے۔ وہ تپے ہوئے وقت میں ایسے رو کے ساتھ کام کریں گے۔ کہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ ہاں بعض اوقات

خدا تعالیٰ کی مشیت

بعض لوگوں کو ظاہری علوم میں کامیاب نہیں ہونے دیتی۔ اس صورت میں دینی علم تو بہرحال اس کے کام آسکے گا۔ خدا تعالیٰ بعض اوقات یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہم جاہلوں سے بھی کام لے لیتے ہیں۔ میں نے کبھی کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ لیکن سلسلہ میں جب بعض ایم۔ اے بی۔ اے اور مولوی خیال کرنے لگے۔ کہ ہماری وجہ سے کام ہو رہا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے ان کے خیال کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا۔ جسے دنیا کبھی کوئی وقعت نہ دیتی۔ میں انگریزی تعلیم سے محروم ہوں۔ بلکہ جن معنوں میں آج کل سمجھا جاتا ہے عربی سے بھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کر کے میرے ذریعہ دونو

انگریزی اور عربی دانوں کو شکست

دے دی۔ میں ابھی میدان سے نہیں ہٹا۔ اور میرے دشمن بھی ابھی نہیں ہٹے۔ اور میں نہیں جانتا کہ میری باقی عمر ایک منٹ ہے یا پچاس سال۔ لیکن خدا تعالیٰ میرے ذریعہ میرے مخالفوں کو ایسی شکست دیگا۔ جو تاریخی ہو گی۔ اگر وہ کہیں۔ کہ پہلے ہمیں پتہ نہ تھا۔ کہ تم چیلنج کرتے ہو۔ تو اب سن لیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیوی علوم سے اس لئے محروم رکھا۔ تا وہ

خود میرا معلم بنے

اور گو میں انسانی علوم میں فیل ہوں۔ مگر

الٰہی علوم میں پاس

ہوں۔ باوجودیکہ انسانی نظروں میں جاہل ہوں۔ جاہل تھا اور جاہل رہوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں عالم ہوں۔ عالم تھا اور عالم رہونگا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت کوئی بظاہر علوم سے محروم رکھا جائے۔ تو خدا تعالیٰ اس کا دستگیر ہوتا ہے۔ جیسے وہ میرا ہوا۔ اور میں تو ایسے شخص کو بھی جاہل نہیں کہوں گا۔ جسے خدا تعالیٰ کامیاب کرے اور

بڑے بڑے عالموں پر غلبہ

عطا کر دے۔

پس جب تک اس چیز کے حصول کے لئے اساتذہ اور دیگر افسر کوشش نہیں کریں گے۔ حالت اچھی نہیں ہوسکتی میں نے دیکھا ہے۔ بعض والدین بھی کہہ دیتے ہیں کہ مذہبی تعلیم زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اساتذہ بھی۔ اب تو شاید طالب علم درس سننے آتے ہی نہیں۔ جب میں درس دیا کرتا تھا۔ تو قریباً ہر پانچ چھ ماہ بعد یہ کہنے کا دورہ سا ہوتا تھا۔ کہ لڑکوں کو کھیل کے لئے وقت نہیں ملتا۔ اور مجھے حیرت ہوتی تھی۔ کہ یہ بھی انسان ہیں۔ جو جماعت احمدیہ سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے

مامور کے ہاتھ پر بیعت

کی ہے۔ مگر نہیں جانتے کہ کس چیز پر بیعت کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہبی معلومات سے طالب علم بالکل کورے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مدرس

مذہبی تعلیم

کی وہ قدر نہیں کرتے۔ جو کرنی چاہیئے۔ اس لئے انہیں قرآن کریم کا شوق نہیں۔ احادیث کا شوق نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا شوق نہیں۔ اور مدرس چونکہ خود ناواقف ہیں۔ اس لئے وہ دوسروں کے اندر یہ شوق پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر وہ اصلاح کر لیں۔ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیں۔ تو یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے کوئی انسان ضائع نہیں ہوسکتا۔ یہ مت خیال کرو کہ خدا سے تعلق پیدا کرنے سے دنیوی سامان ہاتھ سے جاتے رہیں گے۔ میرا تجربہ ہے اور ہر شخص جو اسے آزمائیگا۔ دیکھے گا۔ کہ اس کی مدد وہاں سے ہوتی ہے۔ جہاں کا انسان اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ جب وہ خیال کرتا ہے کہ

سب ذرائع منقطع

ہو چکے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی مدد ایسے طریق پر آتی ہے۔ جو وہم سے بالا ہوتا ہے۔ میں ان تفصیلات میں پڑنے کا وقت نہیں دیکھتا۔ صرف یہی کہتا ہوں۔ کہ ہمارے سلسلہ کے کاموں پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو سب میں

خدا تعالیٰ کا ہاتھ

کام کرتا ہوا دکھائی دیگا۔ پس اگر اپنی روحانی آنکھیں کھولو تو تمہیں سب کچھ نظر آئیگا۔ اس وقت تو تمہاری مثال ایسی ہے۔ جیسے اندھیرے کا کیڑا اگر روشنی میں آجائے۔ تو اس کی بینائی ماری جاتی ہے۔ یا جس طرح چمگادڑ کی بصارت روشنی میں زائل ہو جاتی ہے۔ اور ایک بچہ بھی اسے پکڑ سکتا ہو۔ لیکن اس کے سوراخ میں شیر بھی نہیں پکڑ سکتا۔ کیونکہ وہ اسکا ماحول ہوتا ہے۔ اور ہر چیز اپنے ماحول میں ہی صحیح طور پر کام کر سکتی ہے۔ تم نے اگر دین قبول کیا ہے۔ تو

دینی ماحول

میں ہی ترقی کر سکتے ہو۔ اگر دنیوی خیالات کے پیچھے چلوگے۔ تو وہ چونکہ تمہارا ماحول نہیں اس لئے وہی حال ہوگا۔ جو روشنی میں چمگادڑ کا ہوتا ہے۔ باہر جا کر تم وہاں کے ماحول میں کامیاب ہو سکتے ہو۔ مگر قادیان میں چونکہ وہ ماحول نہیں۔ اس لئے نہیں ہو سکتے۔ اور یہاں وہی مثال ہوگی۔ جیسے ایک شخص کے دو دوست اسے اپنی اپنی

طرف کھینچ رہے ہوں۔ اور وہ کسی طرف بھی نہ جا سکے۔ کل ہی ایک دوست نے عربی کے ایک محاورہ کا ذکر کیا۔ جو اگرچہ میں نے پہلے بھی پڑھا ہوگا۔ مگر اس وقت کے لحاظ سے اس نے بہت مزا دیا لا ظہراً ترک ولا ارضاً قطع یعنی کوئی سواری ایسی نہیں۔ جو چھوڑی ہو مگر سفر کا کوئی گز نہیں طے کیا ہو۔ تو بعض انسان جدوجہد کے باوجود وہیں کے وہیں رہتے ہیں۔ تم اگر دین و دنیا

دونو ماحول کی کشمکش

میں پڑ جاؤ گے۔ تو تمہاری بھی یہی حالت ہوگی۔

پس اپنے ماحول کا خیال رکھو۔ اور روحانی آنکھیں پیدا کرو یہاں یہ بات نفع نہیں دے سکتی۔ کہ طلباء کے سامنے

فلسفہ پر تقریریں

کرتے رہو۔ اور قرآن اور حدیث کے متعلق کہو۔ دیکھا جائیگا۔

قادیان میں رہ کر

یہ چیز کامیابی کا موجب نہیں بن سکتی۔ اور یہ بات کہہ کر تم ان کو ہشیار نہیں کرتے۔ اور فائدہ نہیں پہنچاتے۔ بلکہ سخت نقصان پہنچاتے ہو۔ کیونکہ تم ان کے پکے عزم کو توڑتے ہو۔ جس بچے کے کان میں دو مختلف باتیں ڈالی جائیں۔ اس کا کیا عزم باقی رہ سکتا ہے۔ تم خیال کرتے ہو۔ کہ یہ اسکی خیر خواہی ہے۔ حالانکہ اس چیز کو کاٹ رہے ہوتے ہو۔ جس سے اس نے ترقی کرنی ہوتی ہے۔

دنیا میں انسان

یا تو عزم سے ترقی کر سکتا ہے۔ یا خدا کے فضل سے۔ نماز روزہ سے ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہوتی ہے۔ اسی طرح انگریزی اور حساب کی تعلیم سے نہیں ہوتی۔ بلکہ عزم سے ہوتی ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا۔ بعض بڑے بڑے عالم بھوکوں مرتے ہیں۔ اور بعض جاہل ترقی کر جاتے ہیں۔ بعض لمبی لمبی نمازیں پڑھنے والے ذلیل ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے ہلکی نمازیں پڑھنے والے خدا تعالےٰ کے فضل کے جاذب ہو جاتے ہیں۔ پس تم

طالب علم کے عزم

کو نہ توڑو۔ جس طالب علم کے کان میں متواتر یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ

دین کے بغیر ترقی نہیں

ہو سکتی۔ اس کے دوسرے کان میں اگر تم یہ کہتے ہو۔ کہ ان چیزوں پر وقت خرچ کرنے سے تم امتحان میں فیل ہو جاؤ گے۔ تو تم اسے حیران و پریشان کر دیتے ہو۔ اور اس کے عزم کو توڑ کر دین و دنیا دونوں کی کامیابی سے دور پھینک دیتے ہو۔

تیمور اور نپولین

نے دنیا میں عزم سے ہی ترقی کی۔ دنیوی علوم سے نہیں۔ عزم سے ہی وہ اس قدر بلند ہو گئے۔ مگر جس رستہ پر تم طالب علموں کو ڈالنے کی کوشش کرتے ہو۔ وہ

عزم کی جڑ کو کاٹنے والا

ہے۔ اس سے تو یہ بہتر تھا۔ کہ انہیں پاگل بنا دیتے۔ مگر عزم کو نہ توڑتے۔ اس صورت میں بھی وہ دنیا کو فتح کر لیتے۔ مگر ایسا عالم جو تم پیدا کرنا چاہتے ہو۔

شیش محل کا کتا

ہے۔ جو ہر طرف حیران و پریشان ہو کر بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ جس کے کان میں دو مختلف آوازیں ڈالی گئیں۔ اس کے دل سے عزیمت، استقلال اور ارادہ تم نے نکال لیا۔ اور اس طرح جب تم سمجھ رہے ہو۔ کہ اسے اچھی غذا کھلا رہے ہو۔ دراصل اسے

زہر کا پیالہ

پلا رہے ہو۔ وہ پاگل جس کے اندر عزم ہے۔ بہت بہتر ہے اس عالم سے جس کے اندر عزم نہیں۔ قرآن کریم نے بتایا ہے۔ کہ

بعض عالموں کی مثال

ایسی ہوتی ہے۔ جیسے گدھے پر کتابیں لاد دی جائیں۔ اور تم ایسے ہی عالم پیدا کرو گے۔ اگر ان کے عزم کو توڑ دو گے۔

بڑائی عزم سے ہوتی ہے۔

اگر اسے تم نے مٹا دیا۔ تو خواہ کتنا ہی پڑھاؤ۔ وہ مفید نہیں ہو سکتا۔ انہیں تیمور اور نپولین کا دماغ پیدا نہیں ہوگا۔ اور ان کی زندگی سے بھی وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ بلکہ صرف ایک قصہ کی حیثیت سے دیکھنے والے ہونگے نپولین کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ ہومر اور الیڈ کی کتابیں سرہانے رکھا کرتا تھا۔ اب عام لوگوں کے نزدیک وہ قصے ہیں لیکن وہ ان سے

تاریخ کا کام

لیتا تھا۔ مگر باقی لوگ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ الف لیلہ میں بھی ایک قصہ ہے۔ کہ کوئی شخص ایک مدرس کا بہت گرویدہ تھا۔ ان لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ پڑھتے زیادہ اور نتیجہ بہت کم نکالتے ہیں۔ ایک دن وہ اس سے ملنے گیا۔ تو موجود نہ پایا۔ لڑکوں نے بتایا۔ کہ ان کے گھر شاید کوئی وفات ہو گئی ہے۔ اور وہ بہت بری حالت میں ہیں۔ یہ خبر لینے گیا۔ اور پوچھا کیا ہوا کیا کوئی عزیز فوت ہو گیا۔ اس نے کہا۔ دنیا میں لوگوں کے عزیز مرتے ہی ہیں اگر میرا مر جاتا تو کیا تھا۔ اسنے پوچھا۔ پھر ہوا کیا۔ اس نے کہا۔

میری جان اور روح سے پیاری محبوبہ

کا انتقال ہو گیا۔ اس نے پوچھا۔ کہ وہ کون تھی۔ جس نے آپ جیسے عالم کی محبت کو کھینچ لیا۔ اس نے کہا۔ کہ افسوس ہے۔ یہ اس بات کا پتہ مجھے خود بھی نہیں۔ میں مدرسہ میں پڑھایا کرتا تھا۔ تو ایک شخص ادھر سے گزرا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا۔ کہ ام عمرو بہت حسینہ ہے۔ اور اس کے کہنے سے میں دیکھے بغیر ہی اس پر عاشق ہو گیا۔ اور میرا عشق دن بدن ترقی کرتا گیا۔ پرسوں میں بیٹھا تھا۔ کہ ایک شخص نے شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ نہ ام عمرو لوٹی اور نہ اس کا گدھا جس کے معنی سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ مر گئی ہوگی۔ تو جو لوگ

پڑھتے زیادہ اور نتیجہ کم نکالتے

ہیں۔ انکی حالت ایسی ہی ہوتی ہے۔ خالی کتابوں سے کچھ نہیں بنتا۔ بلکہ جو کچھ بنتا ہے وہ

عزم اور ہمت

سے بنتا ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ عیسائی دوسرے مسلمانوں کے سامنے تو غراتے ہیں۔ مگر ہم سے بھاگتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ہمارے اندر ایک عزم

پیدا کر دیا ہے۔ آپ نے بتایا ہے۔ کہ خدا نے مجھے کہا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور زور آور حملوں سے اس کی صداقت دنیا پر ظاہر کر دے گا۔ آپ نے بتایا۔ کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ تم جیت جاؤ گے۔ اور دشمن ہار جائینگے۔

احمدیت دنیا میں پھیل جائیگی

ہم اس پر ایمان لائے۔ اور یہ خیال ہمارے دل میں جم گیا۔ اور ہم نے سمجھ لیا۔ کہ ہم ضرور جیت جائیں گے۔ اور اس لئے جیتنے لگے۔ حضرت مسیح موعود کا

سب سے بڑا معجزہ

یہی ہے۔ کہ آپ نے اپنے ماننے والوں کے اندر عزم پیدا کر دیا۔ ایک طرف خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ اور دوسری طرف قیمتی سے قیمتی چیز ہمارا عزم ہے جو کامیابی کا ضامن ہے لیکن جو شخص طالب علموں کے دل میں دو متضاد خیال پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ وہ ان کے عزم کو توڑتا ہے اور ان کا

بدترین دشمن

ہے ہر طالب علم کے دل میں یہ خیال راسخ کرو۔ کہ تو

دنیا کا آئندہ فاتح

ہے۔ اور نپولین تیمور، بابر۔ کوئی تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تو صحیح رستہ پر ہے۔ اور خدا تیرے ساتھ ہے۔ اور یہ بات تمام علوم سے بڑھ کر ہے لیکن اگر یہ نہیں۔ تو وہ تمام علوم جو تم سکھاتے ہو

جہالت کے ایک نقطہ پر قربان

کر دینے کے قابل ہیں۔ اگر اس چیز کو سمجھو۔ تو دنیا میں کام کر سکتے ہو۔ اور اگر اسکو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ تو پھر خدا ہی سمجھا سکتا ہے لیکن اسکی سنت ہے کہ وہ نہیں سمجھایا کرتا۔ میں ان باتوں کو اسطرح جانتا ہوں۔ جسطرح کوئی اپنے بچے کو جانتا ہے۔ مگر مجھے خدا تعالےٰ نے یہ طاقت نہیں دی۔ کہ کھول کر تمہارے اندر داخل کر سکوں۔ اگر تم سمجھ لو۔ تو تمہارا بھلا ہے۔ ورنہ میں

خدا تعالےٰ کے سامنے بری الذمہ

ہوں۔ میں نے ہر موقعہ پر کھول کر سمجھا دیا ہے۔ اور اس میں کبھی کسی کا لحاظ نہیں کیا۔ کبھی دوست یا دشمن سے نہیں ڈرا۔ اس لئے مجھ پر کوئی الزام نہیں آ سکتا۔ کیونکہ میں نے خدا کے فضل سے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اگرچہ تم عمر میں مجھ سے بڑے ہو لیکن میں ایسے محسوس کرتا ہوں جیسے

چھوٹے بچوں میں

باتیں کر رہا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود میں مایوس نہیں۔ باوجود یکہ ہر رستہ پر مجھے مشکلات پیش آتی ہیں۔ لیکن میں مایوس نہیں ہوں

مجھے یقین ہے کہ

خدا تعالیٰ کے وعدے

پورے ہو کر رہیں گے۔ خدا تعالیٰ کے کلام پر میرا ایمان ہے۔ اور اگر میں ہر احمدی کو مرتد ہوتا دیکھوں اور ہر دشمن کو اس کے مٹانے میں کامیاب ہوتا دیکھوں۔ تو بھی یہ خیال میرے دل سے نہیں مٹ سکتا۔ کہ

احمدیت دنیا پر غالب

ہو کر رہیگی۔ تمہاری غلطیاں میرے دل میں غصہ کے بجائے رحم پیدا کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ میں کسی بات سے بھی پریشان نہیں ہوتا جس طرح ایک بلی آنکھیں بند کر کے چوہے سے کھیلتی ہے اسی طرح میں بھی مطمئن ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ آخر

یہ شکار میرا ہے

کئی لوگ اسے میری کمزوری۔ بے وقوفی۔ یا غفلت پر محمول کرتے ہونگے۔ ہر ایک نے میری نسبت کوئی رائے قائم کر رکھی ہو گی۔ مگر تم اس حقیقت سے آگاہ نہیں۔ خدا کی طرف سے وہ نور ابھی تمہیں نہیں دیا گیا۔ کہ ان باتوں کو دیکھ سکو۔ ابھی تم اندھیرے میں ٹٹولتے ہو۔ لیکن مجھے

خدا تعالیٰ کی طرف سے نور

دیا گیا ہے اس لئے میں مایوس نہیں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ یا استادوں کی اصلاح کر دیگا۔ اور یا طالب علموں کی۔ تم نے اگر میری بیعت کی ہے تو مجھے

استاد کی طرح سمجھو

بعض لوگ سنتے ہیں۔ درس لیتے ہیں۔ اور پھر جا کر جرح قدح شروع کر دیتے ہیں۔ یہ غلط کہا۔ وہ غلط کہا۔ فلاں بات یوں کہنی چاہیئے تھی۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ خدا نے ان کو کیوں نہ خلیفہ بنا دیا۔ کیوں وہ ان کی اس طرح نصرت نہیں کرتا۔ جس طرح میری کرتا ہے۔ اور کیوں اس نے انہیں مجھ سے

علم میں کم

رکھا ہے۔ یاد رکھو۔ میری روح بلکہ جسم کے ہر ذرہ سے

خدا تعالیٰ کی آواز

بلند ہوتی ہے۔ اس نے میری آنکھیں کھولی ہیں۔ اور میں سب کچھ دیکھتا ہوں۔ اور اگر پھر بھی کوئی مجھے ذلیل سمجھتا ہے۔ تو اس کی پرواہ نہیں۔ میرے لئے بس ہے کہ اس کی رحمت اور فضل مجھے ڈھانپ لے۔ ؛

ضلع ملتان و مظفر گڑھ میں تبلیغی جلسے

جملہ جماعتہائے احمدیہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حسب ذیل پروگرام کے ماتحت انشاءاللہ عظیم الشان جلسے ہونگے۔ جن میں مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل مہتہ محمد عمر صاحب شرما مولوی فاضل و گیانی واحد حسین صاحب تشریف لائیں گے۔ ان جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے ارد گرد کے تمام احمدی احباب پورے طور پر جد و جہد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ؛

۱۰ جون ۳۲ء چک ۹۳ – ۱۲–۱۳ جون ۳۲ء کبیر والہ ۱۵–۱۶–۱۷ جون ۳۲ء ملتان شہر ۱۹ ” ” مظفر گڑھ ۲۰–۲۱ جون علی پور ضلع مظفر گڑھ ۲۳–۲۴ جون شجاع آباد ضلع ملتان – ۲۵–۲۶ جون ۱۹۳۲ء لودھراں ۲۷–۲۸ جون ۳۲ء میلسی – ۲۹ جون ۳۲ء دہاڑی ۳۰ جون – یکم جولائی بوڑیوالا

تحصیل شجاع آباد کے دوست شیخ محمد علی صاحب ٹھیکیدار سکندر آباد کو تحصیل میلسی کے ڈاکٹر عبدالغنی صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ میلسی کو دہاڑی کے ڈاکٹر مرزا شریف احمد صاحب دہاڑی کو اور بوڑیوالہ کے ارد گرد کے دوست شیخ نصیر احمد خاں صاحب پٹواری مال چک $\frac{84}{E.B}$ ڈاکخانہ بوڑیوالہ کو اپنے پتوں سے اطلاع دیں ؛

بوڑیوالہ سے ایک احمدی دوست نے حضرت کے حضور ایک خط تبلیغی امور کے متعلق لکھا تھا جو مع ہدایات دفتر سے میرے پاس آگیا ہے چونکہ انہوں نے کسی مصلحت کے ماتحت اپنا نام ظاہر نہیں کیا اس لئے اخبار کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اپنے پتہ سے مجھے اطلاع دیں۔ ؛ (شیخ) فضل الرحمٰن اختر نائب مہتمم تبلیغ ملتان

نوٹ :- مہاشہ محمد عمر صاحب یکم جولائی کے بعد فارغ ہو کر واپس اپنے علاقہ ضلع جالندھر میں چلے جائینگے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تبلیغی تنظیم ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں

مولوی چراغ الدین صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ اطلاع دیتے ہیں کہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی تبلیغی تنظیم کے سلسلہ میں جو عہدہ داران مقرر ہوئے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں

(۱) نائب مہتمم تبلیغ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں } چوہدری خلیل الرحمٰن صاحب بی اے ایل ایل بی

(۲) انسپکٹر تبلیغ تحصیل ڈیرہ اسمٰعیل خاں } میر ظہور الحسن صاحب

(۳) انسپکٹر تبلیغ تحصیل ٹانک بابو محمد علی صاحب

نائب مہتمم تبلیغ سارے ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں تبلیغ کرنے اور کرانے کے ذمہ دار ہونگے۔ اگر اس ضلع میں کثرت سے ایسے علاقے ہوں۔ جہاں احمدی نہ پائے جاتے ہوں۔ تو وہاں تبلیغی دورہ کثرت سے کرانے کے علاوہ تحریری طور پر بھی یعنی ٹریکٹوں کے ذریعہ پیغام سلسلہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انسپکٹران تبلیغ تحصیل۔ اپنی اپنی تحصیل کے اندر تبلیغ کرنے اور کرانے کے ذمہ دار ہونگے۔ انسپکٹران تبلیغ اپنی اپنی تحصیل کے اندر کام کی رپورٹ ماہوار نائب مہتمم صاحب تبلیغ کو دیں گے اور نائب مہتمم صاحب تبلیغ اپنے ضلع کے اندر کام کی رپورٹ ماہوار نظارت دعوۃ و تبلیغ کو پہونچانے کے ذمہ وار ہونگے

ناظر دعوۃ و تبلیغ

تبلیغی تنظیم تحصیل میلسی ضلع ملتان

ڈاکٹر شریف احمد صاحب انسپکٹر تبلیغ اور ڈاکٹر عبدالغنی صاحب سکرٹری تبلیغ میلسی کے فرائض سرانجام دیں گے۔ یہ تقرر منظور کیا جاتا ہے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

دی سٹار ہوزری ورکس قادیان

اس کے متعلق پہلے دو دفعہ اعلان ہو چکا ہے اور جن دوستوں کے خطوط آئے تھے ان کو جوابات بھی دئے جا چکے ہیں۔ بعض دوستوں نے اردو کا پراسپکٹس طلب فرمایا ہے۔ جو کہ ابھی تیار نہیں ہوا۔ اب کام باقاعدہ شروع ہو گیا ہے۔ احباب جلد اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور وہ اپنے دوستوں کو بھی اس بات کا مشورہ دیں کہ جتنی جلدی ہو سکے پراسپکٹس وغیرہ منگوا کر مفصل طور پر آگاہی حاصل کریں اور شرکت اختیار کریں۔ ؛

درخواستیں ڈائرکٹر کے پتہ پر بھیجیں۔ ڈائرکٹر دی سٹار ہوزری

قادیان ایک عیسائی جرمن سیاح کی نظر میں

ایک جرمن سیاح مسٹر Fredrick Wagner Chemnitz (جرمنی) چین سے براستہ لداخ ہندوستان میں آیا۔ اور مختلف دیار و امصار سے پھرتا ہوا، اواخر نومبر ۱۹۳۲ء میں قادیان میں وارد ہوا۔ اس نے اپنے تاثرات ریویو آف ریلیجنز انگریزی میں شائع کرائے ہیں۔ جن کا ترجمہ ناظرین الفضل کی خاطر پیش کیا جاتا ہے۔ سیاح مذکور لکھتا ہے۔

قادیان میں قیام

میرا ارادہ چند گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ایک دن قادیان ٹھیرنے کا تھا۔ لیکن باوجود اس کے کہ جب میں یہاں آیا تو میری ظاہری حالت بالکل معمولی تھی اور لمبے سفر کی وجہ سے بالکل خستہ ہو رہا تھا۔ یہاں بڑی گرم جوشی کے ساتھ میرا خیر مقدم کیا گیا۔ جو بہترین قیام گاہ اس وقت میسر تھی۔ وہ میرے لئے تجویز کی گئی۔ اور جلدی ہی مجھے کم از کم ایک ہفتہ ٹھیرنے کی دوستانہ دعوت دی گئی۔ اس وجہ سے مجھے اپنا پروگرام منسوخ کر کے یہاں ایک ہفتہ ٹھیرنا پڑا۔ بعد میں متواتر اصرار پر مجھے اپنا قیام اس قدر لمبا کرنا پڑا۔ کہ میں یہاں قریباً سات ہفتہ ٹھیرا۔ اس طرح مجھے جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بھی دیکھنے کا موقعہ مل گیا۔ جس میں ملک کے ہر حصہ سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اس جلسہ کے متعلق میں نہایت اعلیٰ رائے رکھتا ہوں۔

عیسائی محققین اور قادیان

یقیناً بہت سے عیسائی ایسے ہیں۔ جو اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ اور دوسرے یہ کہ اسلامی ممالک میں رہائش اختیار کی جائے۔ کتابوں کے متعلق یاد رکھنا چاہئے۔ کہ بہت سی کتابیں ایسی ہیں۔ جو اسلام کے متعلق غلط خیالات پیش کرتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے ایسی غلط بیانیوں کی تصحیح کی ہے اور اسلام کے متعلق صحیح اور مستند معلومات کا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے۔ جو لوگ اسلامی ممالک میں نہیں جا سکتے۔ انہیں چاہئے۔ کہ جماعت احمدیہ کا مہیا کردہ لٹریچر پڑھیں۔ اسلامی ممالک میں جانے والوں کے لئے ایک بڑی دقت یہ ہے۔ کہ انہیں اس ملک کی زبان سیکھنی پڑتی ہے۔ لیکن یہ ہر ایک نہیں کر سکتا۔ اب یہ دقت رفع ہو گئی ہے۔ ایسے متلاشی حق اگر قادیان جائیں۔ تو انہیں وہاں متعدد ایسے لوگ ملیں گے۔ جو نہایت فصیح انگریزی جانتے ہیں۔ اور کئی ایک ایسے مشنری بھی ہیں۔ جو یورپ کے مختلف ممالک اور امریکہ سے واپس آئے ہوئے ہیں۔ اور عیسائی ممالک کے حالات کا تجربہ رکھتے ہیں۔ قادیان میں جانے والے ہر شخص کو وہاں کئی لوگ ایسے ملیں گے۔ جن سے وہ آسانی کے ساتھ تبادلہ خیالات کر سکتا ہے۔

قادیان کی فضاء

قادیان کی فضاء مادی دنیا سے بالکل مختلف اور خالص روحانی ہے۔ یہاں مذہبی خیالات کا چرچا رہتا ہے۔ یہاں رہنے سے انسان کے اندر ایسی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ کہ وہ روزمرہ کی زندگی میں مادیات کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ یہ روح اور جسم دونوں کے لئے امن اور تازگی و آسودگی کا مرکز ہے۔ جائے وقوع بھی ایسی جو مادی لحاظ سے بہت اچھی ہے۔ یہاں شاید ایک آدھ ہی موٹر کار نظر آئیگی۔ ریلوے سٹیشن بھی فاصلہ پر ہے۔ موجودہ زمانہ کی ایجادیں یہاں کی زندگی کو پریشان نہیں کرتیں۔ قادیان مختلف ممالک کے لوگوں کا مرکز ہے۔ اور اس لئے یہاں مختلف خیالات اور علوم سے تعلق رکھنے والے لوگ جمع ہیں۔ جو شخص یہاں کوشش کر کے کچھ حاصل کرنا چاہے۔ وہ اطمینان قلب سے حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص جوں جوں تلاش کریگا۔ اسے یہاں کبھی نہ ختم ہونے والے نئے نئے خزانے حاصل ہوتے جائیں گے۔

قادیان سے کیا حاصل ہوا

یہاں پر میں نے ہر قسم کی گفتگو کی۔ اور مختلف کتب کا مطالعہ کیا۔ جن میں ٹیچنگس آف اسلام کا اثر میرے قلب پر بہت گہرا ہے۔ اس طرح اسلام کے متعلق میرے علم میں بیش بہا اضافہ ہوا۔ اور قرآن پاک و رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق جو غلط فہمیاں اسلام کے متعلق یورپین تصنیفات کے مطالعہ سے پیدا ہو گئی تھیں۔ وہ رفع ہو گئیں۔ اسلام کی سادگی مجھ پر زیادہ سے زیادہ واضح ہو گئی۔ میری دلی خواہش ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ اسلام میں کتنی اعلیٰ خوبیاں ہیں۔ تا عیسائی ممالک آہستہ آہستہ انہیں قبول کر سکیں۔ اسلامی تعلیم اس قدر سادہ ہے کہ سادہ ترین آدمی بھی اسے نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ عیسائیت اسلام سے بہت کچھ حاصل کر سکتی ہے۔ اسلام اور عیسائیت دونو ایک دوسرے سے بہت کچھ لے سکتے ہیں۔ اور اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہو سکتے ہیں۔ یہ فضول بات ہے کہ ہم دوسرے مذاہب کے تاریک پہلوؤں کو ہی زیر نظر رکھیں۔ ہمیں چاہئے کہ خوبیوں کو بھی دیکھیں۔ بلکہ انہیں قبول کریں۔ اس طرح توحید کے متعلق ہمارا عقیدہ کامل ہو سکتا ہے۔ اور خدائے واحد و قادر مطلق پر ایمان بڑھ سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ احمدیت کے مقدس بانی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامات ہوتے تھے۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ جس کے کئی ایک مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مختلف مذاہب میں جو اختلاف ہے وہ کم ہو جائے۔

رواداری

مجھے یہ دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوئی۔ کہ قادیان میں غیر مذاہب والوں سے بہت اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ نے اپنی بے انتہا مصروفیتوں کے باوجود مجھے کئی بار باریابی کا موقعہ عطا فرمایا۔ اور ایک دفعہ فرمایا۔ احمدیوں کو دیگر مذاہب کے لوگوں کے متعلق رواداری کی بھی تلقین کی جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت احمدیہ کا دیگر مذاہب کے ساتھ حسن سلوک پرانے مذہبی تعصبات کو نیست و نابود کرنے میں بہت ممد ہوگا۔ اور مجھے اس تصور سے بے انتہا مسرت ہوتی ہے کہ اس سے آخرکار مختلف مذاہب میں اختلافات کم ہو جائینگے۔ میں قادیان میں ایک عیسائی کی طرح رہا اور کبھی اسے چھپایا نہیں۔ لیکن باوجود اس کے مجھ سے بہترین سلوک کیا گیا۔

قادیان جانے والوں کو مشورہ

جس شخص کو قادیان جانے کا اتفاق ہو میں اسے مشورہ دونگا کہ وہ وہاں کچھ عرصہ ٹھیرے۔ کیونکہ کچھ عرصہ ٹھیرنے پر ہی قادیان کی حقیقی سپرٹ اس پر ظاہر ہونا شروع ہوتی ہے۔ لیکن جو شخص ایک آدھ دن ٹھیر کر چلا جائے گا اسے وہاں کوئی دلچسپی نظر نہ آئیگی۔ قادیان دہلی آگرہ کی طرح شاندار عمارات کا مجموعہ نہیں۔ لیکن ایک ایسی جگہ ہے جس کے روحانی خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے یہاں ہر دن جو گزارا جائے۔ اس کی روحانیت میں اضافہ کرتا ہے اور بہت ہی کم لوگ ایسے ہونگے۔ جو قادیان سے خالی ہاتھ واپس گئے ہوں۔ لیکن وہاں سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اس کی قیمت کا اندازہ سکوں میں نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ بہت ہی زیادہ قیمتی بلکہ انمول چیز ہے۔ میں نے ایشیا میں ایک لمبا سفر کیا ہے۔ اور بہت مقامات دیکھے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں۔ جنہیں دوبارہ دیکھنے کی خواہش نہیں۔ بعض ایسے ہیں جنہیں پھر دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ اور ایسے مقامات میں قادیان کا نمبر سب سے اول ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ قادیان نے مجھے کیا کچھ دیا ہے اور ہر ایک وزیٹر کو دے سکتی ہے۔ آخر میں میں ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کی مہربانی سے قادیان کا قیام میری زندگی کا ایک یادگار اور ناقابل فراموش واقعہ بن گیا ہے۔ اگست ۱۹۳۲ء کے ریویو میں مسٹر عبداللہ آر سکاٹ نے قادیان کے متعلق اپنے تاثرات شائع کرائے ہیں۔ جن کے حرف حرف سے مجھے اتفاق ہے۔ فرق اتنا ہے۔ کہ انہوں نے ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ رائے قائم کی ہے۔ اور میں عیسائی ہونے کی حالت میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

حکومت بمبئی کا ایک سرکاری کمیونک مظہر ہے کہ ایگزیکٹو کونسل کے ارکان کی تعداد چار (دو ممبر دو وزراء) کی بجائے تین کر دی گئی ہے۔ یہ فیصلہ صوبہ کی افسوسناک مالی حالت کے پیش نظر کیا گیا ہے۔

گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ۴ جون سے ہنگامی اختیارات کے آرڈی ننسوں کی مختلف دفعات کی توسیع صوبہ سرحد میں بھی کر دی ہے۔ اس کارروائی کا مقصد یہ ہے کہ اس صوبہ کو بھی اس پوزیشن میں رکھا جائے۔ جس میں دوسرے صوبے ہیں۔

شملہ سے ۴ جون کی ایک نیم سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ۲۹ مئی کو الور میں ہندو مسلمان دونوں مختلف تقریبات کے سلسلہ میں جلوس نکال رہے تھے۔ کہ باہم فساد ہو گیا۔ پولیس نے مجبور ہو کر گولی چلائی تین مسلمان ہلاک اور انتالیس مجروح ہوئے۔

جاپان کے نئے وزیراعظم نے ۳ جون کو ایک تقریر کی جس میں کہا۔ کہ جاپان اور روس کے درمیان جنگ کا کوئی امکان نہیں۔ جاپانی افواج کی نقل و حرکت شمالی منچوریا کے قزاقوں کی سرکوبی کے لئے ہے سوویٹ گورنمنٹ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس سلسلہ میں اخبارات کی شائع کردہ تمام افواہوں کی میں پرزور تردید کرتا ہوں۔

وزیراعظم مذکور نے اسی تاریخ کو ٹوکیو سے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ جاپان منچوریا کا الحاق ہرگز نہیں چاہتا۔ اور امید ہے کہ سوویٹ گورنمنٹ مشرق بعید میں افواج کے اجتماع کو کم کر کے جاپان پر زیادہ اعتماد رکھیگی۔

کالی کٹ سے ۴ جون کی خبر ہے کہ طوفان باد کے باعث اسوقت تک ۱۱۵ اموات ہو چکی ہیں۔ نواحی تعلقوں میں بھی قریباً ایک درجن اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔

کراچی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دو مقامی اخبارات "سماچار" اور "ہیٹکو" کو نوٹس دیا ہے کہ وہ سول نافرمانی کی تائید میں کوئی مضمون وغیرہ شائع نہ کیا کریں۔ ورنہ آرڈیننس کے ماتحت کارروائی کی جائیگی۔

آئرش پارلیمنٹ نے حلف وفاداری کا جو مسودہ پاس کر چکی ہے۔ ۱۳ جون سینیٹ نے بھی اس کی دوسری خواندگی آٹھ کے مقابلہ میں ۲۱ رائے کی کثرت سے پاس کر دی۔ ایک ممبر نے دوران تقریر میں کہا۔ کہ اگر اس مسودہ کو منظور نہ کیا گیا۔ تو ملک میں شدید بدامنی پیدا ہو جائیگی

برطانوی پارلیمنٹ میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے ۳ جون کو وزیر نو آبادیات نے کہا۔ کہ جب آئرش سینیٹ اس مسودہ کو کامل طور پر پاس کر دیگا۔ تو اس کے بعد آئرش فری سٹیٹ کی پوزیشن کے متعلق اس ایوان میں بحث کی جائیگی۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جلپا گوری نے ایک مقامی اخبار کو آرڈی ننس کے ماتحت حکم دیا ہے کہ وہ ایک ماہ تک اپنی اشاعت بند رکھے۔

جمعیتہ العلماء آنجہانی کے رکن مولوی حفیظ الرحمن کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے آرڈی ننس کے ماتحت نوٹس دیا ہے کہ ۱۲ گھنٹہ کے اندر دہلی چھوڑ دے۔

بدایوں میں ۳ جون کی شب ایک مسلمان کے مکان میں جبکہ اہل خانہ سو رہے تھے۔ آگ لگ گئی۔ اور ہوا چلنے کی وجہ سے اس قدر سرعت کے ساتھ پھیلی۔ کہ انہیں جاگنے کے بعد باہر جانے کا راستہ نہ مل سکا۔ اور اٹھارہ افراد جل کر مر گئے۔ اردگرد کے بعض مکان بھی جل گئے۔

پٹیالہ سے ۳ جون کی اطلاع ہے کہ مارچ میں مالیہ کی جو قسط واجب الادا تھی۔ وہ چونکہ اب تک ادا نہیں ہو سکی۔ اس لئے ۲۴۶ جاگیروں کی نیلامی کا سرکاری طور پر اعلان ہو چکا ہے

معلوم ہوا ہے کہ سر شادی لال ۱۳ جون کو رخصت پر انگلستان جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ سر ایلن براڈ وے کام کریں گے۔

بمبئی میں ۵ جون کو پھر فساد ہو گیا۔ جبکہ ہندوؤں کے ایک ہجوم نے ایک مسلمان پر حملہ کیا۔ جسے سن کر اردگرد کے مسلمان جمع ہو گئے۔ اور ہندو بھی آ گئے۔ سخت تصادم کا احتمال تھا۔ کہ پولیس نے گولی چلا دی۔ ایک ہلاک اور ۸ زخمی ہو گئے۔

لاہور میونسپل کمیٹی کے متعلق ڈابسن رپورٹ کی بناء پر معلوم ہوا ہے۔ کہ ۳ کمشنروں اور ۱۲ ملازمین کے خلاف مقدمہ چلانے کا فیصلہ حکومت پنجاب نے کر دیا ہے۔ اور ان کے نام پولیس کو دے دیئے گئے ہیں۔

مہاراجہ کشمیر نے جموں و کشمیر کے محبوسین کو تو رہا کر دیا ہے لیکن علاقہ میرپور، کوٹلی وغیرہ میں تاحال اس قسم کا اعلان نہیں ہوا۔ جن ہندو طلباء نے سکولوں اور کالجوں سے ہڑتال کی تھی۔ انہیں بغیر وصولی جرمانہ دوبارہ داخل کرنے کے احکام صادر کر دیئے گئے ہیں۔

جرمنی کی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے وزیر خزانہ ڈاکٹر برونگ نے کہا۔ کہ اس وقت ساٹھ لاکھ نفوس بیکار ہیں۔ اور اسی قدر تعداد ان لوگوں کی ہے جن کا ان کی آمدنی پر گذارہ تھا۔ گویا کل آبادی کا ⅕ حصہ بیکاری میں مبتلا ہے۔

پراونشل پولیٹیکل کانفرنس کا اجلاس ۴ جون کو امرتسر میں کرنیکا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن پولیس نے اسے نہ ہونے دیا۔ جن لوگوں نے ریزولیوشن وغیرہ پڑھنے کی کوشش کی۔ وہ گرفتار کر لئے گئے۔ ۵ جون کو بھی اسی قسم کی کوشش کی گئی۔ مگر وہ بھی بے فائدہ

شیخوپورہ میں ۴ جون کو ایک ہندو وکیل کی لڑکی نے اپنے سسرال کی بدسلوکی سے تنگ آ کر اپنے کپڑوں پر تیل چھڑک کر آگ لگا کر خودکشی کر لی۔

شملہ سے ۴ جون کی ایک خبر مظہر ہے کہ امسال جمعیتہ الاقوام میں جو ہندوستانی ڈیلیگیشن جائیگا۔ اس کے لیڈر سر آغا خاں ہونگے۔

افغانستان کی وزارت تجارت نے اعلان کیا ہے کہ قندھار کے قریب تیلم کی کان برآمد ہوئی ہے۔

حکومت افغانستان کی طرف سے بجلی سے چلنے والی مشینیں قندھار میں لگائی جا رہی ہیں۔ جن سے اونی کپڑے کے کارخانے چلائے جائینگے اور بجلی بھی مہیا کی جائیگی

معلوم ہوا ہے کہ خان بہادر شاہنواز خان نے امرتسر میونسپل کمیٹی کی ایگزیکٹو افسری قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

میکسیکو سے ۳ جون کی اطلاع ہے کہ وہاں ایک خوفناک زلزلہ آیا۔ جس سے ساٹھ اشخاص ہلاک ہو گئے ہیں۔ زخمیوں کی تعداد سو سے زیادہ ہے۔ کئی شہر زمین بوس ہو کر صفحۂ ہستی سے معدوم ہو گئے ہیں۔

جرمن پارلیمنٹ میں کابینہ وزارت کے خلاف چونکہ عدم اعتماد کی تحریک پیش ہونے والی تھی۔ اس لئے وزارت نے فیصلہ کیا ہے کہ پارلیمنٹ کو فی الفور توڑ دیا جائے۔

حکومت سرحد نے آرڈی ننس کے ماتحت پانچ دیہات پر چالیس سے ایک سو بیس روپیہ کی مختلف رقوم اس لئے جرمانہ کی ہیں۔ کہ وہاں سے دیہاتی لشکر دریں سول نافرمانی کی تحریک کو تقویت دینے کے لئے آئے۔

امرتسر میں ایک اسلامیہ کالج قائم کرنے کے لئے ابتدائی

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی